بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق [۱]

(تقریر مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ سابق مبشر انگلستان)

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو برس پہلے آنے والے مسیح کے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"یَتَزَوَّجُ و یُولَدُ له"

یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے لئے یعنی اس کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اُسے ایک بیٹا دیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"قَدْ اَ خْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَ لَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَ لَایَاْ بَا ہُ وَ یَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ"

(آئینہ کمالاتِ اسلام ۵۷۸)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کریگا

---

[۱] مکرم شمسؔ صاحب نے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی تقریب پر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کے پہلے اجلاس میں یہ تقریر فرمائی تھی۔ وقت کی کمی کے باعث اپنی تقریر کے دوران آپ نے اپنے مضمون کے جو حصے چھوڑ دیئے تھے وہ بھی افادۂ قارئین کی خاطر اس میں شامل کر دیئے گے ہیں۔ (ناشر)

اور اور اس کے اولاد ہوگئی تو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا کرے گا جو اپنے باپ کی نظیر ہوگا اور ہر ایک امر میں اس کا مطیع و فرمانبردار۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

اسی طرح حضورؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:۔

''اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔''

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمہ اللہ علیہ کی پیشگوئی

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سو سال بعد حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے بالہام الٰہی یہ پیشگوئی فرمائی ؎

دور او چوں شود تمام بکام

پسرش یادگار مے بینم

حضرت مہدیؑ معہود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شعر سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

''جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے''

(نشانِ آسمانی ۱۳)

پس آنے والے مسیح کا وہ پسر موعود جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ اور اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اولیاء اللہ نے بھی پیشگوئی فرمائی۔ کہ وہ اپنے باپ کے رنگ

میں رنگین اور اس کا جانشین ہو گا۔ جس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی وعدہ فرمایا کہ آپ کو ایک فرزند صالح و پارسا عطا کیا جائے گا جو مصلح موعود اور حسن و احسان میں آپ کی نظیر ہو گا۔ وہ پسر موعود و مصلح موعود کون ہے جو ان تمام پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ یہ ہے میری تقریر کا عنوان اور موضوع جس کے متعلق میں مقررہ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

قادیان کے ہندوؤں کی نشان نمائی کے لئے درخواست

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مفصل پیشگوئی کا ذکر کرنے سے پہلے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ستمبر ۱۸۸۵ء میں منشی تارا چند صاحب کھتری وچھی رام صاحب ولالہ بشنداس صاحب و پنڈت کچھمن رام اور پنڈت نہالچند اور پنڈت بیجناتھ چودھری بازار قادیان وغیرہ دس ہندو ساہوکاروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک چھٹی ارسال کر کے یہ درخواست کی کہ آپ نے لندن اور امریکہ کے لوگوں کو بذریعہ رجسٹری شدہ خطوط یہ دعوت دی ہے۔ کہ اگر کوئی طالب صادق ایک برس تک میرے پاس قادیان آ کر ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اس کو ایسا نشان در بارہ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہو۔

> ''سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لنڈن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حقدار ہیں۔''
>
> ''ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں۔ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقت اطلاع بخشتا ہے۔ یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے۔ اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا

ہے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس چٹھی کو مخلصانہ درخواست قرار دیتے ہوئے جواباً تحریر فرمایا:۔

''اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جلشانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔''

ہندوؤں کی چٹھی میں نشان کی مدت سے متعلق یہ لکھا گیا تھا کہ:۔

''سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔''

یہ خطوط لالہ شرمپت رائے (ممبر آریہ سماج قادیان) نے تین گواہوں یعنی مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور شہاب الدین تھہ غلام نبی والا اور میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی گواہی کے ساتھ ''ریاض ہند پریس'' امرتسر میں بصورت اشتہار شائع کر دیئے۔

(دیکھو تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۴۹۔۵۴)

اس کے بعد آپ نے ہوشیار پور جا کر اور چالیس دن تک اہل دنیا سے بکلی منقطع رہ کر اپنے قادر خدا سے نہایت عاجزی اور تضرع و زاری سے دعائیں کیں اور اس کی تائید و نصرت کا ایسا نشان طلب کیا۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔[1]

---

[1] حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحومؓ کی روایت مندرجہ سیرۃ المہدی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے سوجانپور جا کر چلہ کشی کا ارادہ ۱۸۸۴ء میں کیا تھا اور یہ الہام کہ'' تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی'' بھی اسی وقت ہوا تھا۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ ہوشیار پور کا سفر آپؑ نے ہندوؤں کے طلب کردہ نشان کی وجہ سے کیا ہو۔ لیکن وہ چلہ کشی کی تحریک کا ایک مزید باعث قرار دیا جا سکتا ہے۔ شمس

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو ایک اشتہار لکھا جو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا۔اس میں آپ نے فرمایا:۔

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلشانہ عزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔باہر آویں۔تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے،اس کا نام عنموئیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور

اللہ ہے۔مبارک وہ جوآسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جواس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اورعظمت و دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا۔اوراپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اوردل کا حلیم اورعلوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اوروہ تین کو چار کرنے والا ہوگا(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ [1]

[1] مصلح موعود کی پیدائش سے ایک غرض پیشگوئی میں یہ بتائی گئی تھی کہ اس کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اورکلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔جس کے یہ معنے تھے کہ آپکوعلم قرآن دیا جائے گا۔ چنانچہ جب حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ختم قرآن کی تقریب کواس قدراہمیت دی کہ محمود کی آمین تصنیف کی اور جماعت کے سارے احباب کو بلایا۔محمود کی آمین میں اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکریہ ادا کیا۔اور''محمود'' کے لئے دعائیں کیں۔اوراحباب کے بلانے کا ذکرفرمایا اوراس دن کوجیسا کہ الہام میں ہے''مبارک'' قرار دیا چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا☆دل دیکھ کر یہ احسان تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا۔صد شکر ہے خدایا☆ یہ روز کر مبارک **سبحان من یّرانی**
لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا☆ دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا☆ یہ روز کر مبارک **سبحان من یّرانی**
احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے ☆ تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس سے پائے ☆ یہ روز کر مبارک **سبحان من یّرانی**

اس مبارک تقریب کا دن دوشنبہ کا دن تھا اورتاریخ ۷ جون ۱۸۹۷ء۔آمین کے الفاظ''یہ روز کر مبارک'' جو ہر بند کے آخر میں دہرائے گے ہیں اور''یہ دن چڑھا مبارک''الہام''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' کے پورا ہونے کی روشن دلیل ہے۔

فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاوّل وا لاٰخر. مظھر الحقّ والعلاء کانّ اللّٰہ نزل من السماء۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امرًا مقضیًّا۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق الہامات

اللہ تعالیٰ نے اس خاص نصرت و موعود لڑکے سے متعلق بشارت دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت اور آپ کی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی و نامرادی سے متعلق فرمایا:۔

’’تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی۔اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا،اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔

تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم

رکھے گا۔اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا۔اور ان میں کثرت بخشونگا۔اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا روز قیامت غالب رہیں گے۔جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا۔ اور فراموش نہیں کرے گا۔۔۔۔۔اور وہ وقت آتا ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

(تذکرہ صفحہ ۱۴۴۔۱۴۶ بحوالہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امت محمدیہ نے مسیح موعود کے جس فرزند صالح کی پیشگوئی فرمائی تھی۔اسی فرزند دلبند گرامی ارجمند کے خصائل وصفات کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الہامات میں کیا گیا ہے۔اور قادیان کے دس سا ہوکار ہندوؤں نے قبولیت دعا و اسرار مخفیہ پر اطلاع اور نصرت و تائید کا ایسا نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو آپ سے طلب کیا تھا۔اسی کے مطابق یہ نشان آپ کو دیا گیا جو نہ صرف نشان طلب کرنے والے ہندو باشندگان قادیان کے لئے بلکہ امریکہ و انگلستان اور سارے جہان کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے۔اس میں قبولیت دعا اور اسرار غیبیہ پر اطلاع پانے کا محیر العقول سامان موجود ہے۔فرزند موعود کا پید ہونا اور اس کا اعلیٰ صفات سے متصف ہونا اور اس کے ذریعہ سے حق کا عروج و غلبہ پانا اور دین اسلام اور قرآن مجید کلام اللہ کا شرف ظاہر ہونا۔اور پسر موعود کا جانشین مسیح موعود ہونا اور زمین کے کناروں تک شہرت پانا اور قوموں کا

اس سے برکت حاصل کرنا اور اس کا لمبی عمر پانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کا کبھی منقطع نہ ہونا اور آپ کی نسل کا کثیر ہو جانا اور آپ کی اولاد میں سے بعض کا کم عمری میں بھی فوت ہو جانا اور آپ کے جدی بھائیوں کی نسل کا منقطع ہو جانا اور ان کا لاولد رہ کر مر جانا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھانا اور آپ کی دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچانا اور آپ کے حاسدوں اور دشمنوں کا جو آپ کو نابود کرنے کے خیال میں ہوں۔خود ناکام و نامراد رہنا اور ناکامی و نامرادی میں مرنا لیکن اللہ تعالیٰ کا آپکو پوری طرح کامیاب فرمانا وغیرہ بہت سے ایسے امور از قبیل اسرار غیبیہ اس نشان میں بطور پیشگوئی آپ پر ظاہر فرمائے۔جن کا پورا کرنا قطعی و یقینی طور پر انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور پھر اس میں آپ کی مدد اور حمایت کا ایسے طور پر وعدہ فرمایا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں سے کرتا ہے۔

اس نشان کی اہمیت

یہ وہ نشان تھا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مندرجہ الہامات میں اس نشان کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

''اے منکرو اور حق کے مخالفوں! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا۔تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔''

اور اسی نشان سے متعلق حضور نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا:۔

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت

یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَدنیٰ و اکمل و افضل واتم ہے۔''

آریہ سماج کا ردِّعمل

اس نشان کی اشاعت کے بعد آریوں میں سے پنڈت لیکھرام نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے جواب میں ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء کو لکھا۔

''آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔''

اور لکھا کہ:۔

''ہمارا الہام کہتا ہے کہ لڑکا کیا (یعنی لڑکا پیدا ہونا کیا ناقل) تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔''

(کلیات آریہ مسافر)

اگر پنڈت لیکھرام کی اس تحریر کے بعد تین سال تک وہ پسر موعود پیدا نہ ہوتا تو اس کا اعتراض ایک حد تک درست سمجھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا بیٹا بشیر اول جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا تھا۔ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا تو پنڈت لیکھرام نے اس پر خوشی ظاہر کی اور اس کی وفات کو اپنی پیشگوئی کی صداقت کا نشان ٹھیرایا۔ کیا اس حالت میں یہ ضروری نہ تھا۔ کہ وہ موعود لڑکا تین سال کے اندر اندر پیدا ہو کر اس دشمن اسلام کی پیشگوئی کو غلط ثابت کرتا۔ ظاہر ہے کہ نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پسر موعود مصلح موعود ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو جب کہ نعوذ باللہ آپ کی تباہی کیلئے پنڈت لیکھرام کی مقرر کردہ مدت تین سال پورے ہونے میں ابھی دو مہینے باقی تھے۔ پیدا ہو گیا۔ **فالحمد للہ**

پیشگوئیوں سے متعلق ایک ضروری اصل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئیوں سے متعلق ایک نہایت واضح صریح اور دل نشین یہ ہدایت فرمائی ہے جو اصل کے طور پر ہے۔

''کہ جب پیشگوئی ظہور میں آجائے اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھول دے اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو کہ وہی سچے ہیں۔تو پھر ان میں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۸۷)

اب ہم حضور کی اس ہدایت کو جسے نظرانداز کرنا حضور نے ایمانداری کے خلاف قرار دیا ہے پوری طرح پیش نظر رکھ کر مصلح موعود کی پیشگوئی کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت مندرجہ بالا سے ہمارے لئے یہ دیکھنا اورغور کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کے اصل الفاظ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔آیا یہ کہ مصلح موعود و پسر موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہوگا یا یہ کہ وہ مدتہا مدت کے بعد آئندہ کسی زمانے میں آپ کی نسل میں سے ہوگا۔اور وہ جسمانی و روحانی دونوں لحاظ سے آپ کا بیٹا ہو گا۔یا جسمانی بیٹا نہیں صرف روحانی بیٹا ہوگا۔جب ہم اس غرض سے پیشگوئی کے اصل الفاظ پرغور کرنا چاہیں تو اس سلسلہ میں ہم کو سب سے اول

(ا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ملتی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے مسیح موعود کے لئے ''یتزوج و یولدلہ'' کے الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ان الفاظ کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے لئے بیٹا ہوگا۔مسیح موعود کے شادی کرنے کے ذکر کے ساتھ ہی بیٹا ہونے کا ذکر کرنا نہایت صاف اور صریح اور واضح طور پر ظاہر کر رہا

ہے کہ وہ بیٹا بھی شادی کا نتیجہ اور مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا۔ نہ کہ ایک زمانہ دراز کے بعد آپ کی نسل میں پیدا ہونے والا۔

کیا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ شادی تو کرے مسیح موعود اور اس شادی کے ذکر کے ساتھ ہی حدیث میں جس بیٹے کے پیدا ہونے کا ذکر ہے وہ پیدا ہو۔اس شادی پر سینکڑوں سال گذر جانے کے بعد۔کیا حدیث میں جس شادی کے ذکر کے ساتھ ہی بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی گئی ہے اس شادی سے سینکڑوں سال بعد پیدا ہونے والا کسی طرح بھی اس شادی کا نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس حدیث کی تشریح سے بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو جو صالح فرزند عطا فرمائے گا اور جو اپنے باپ کا نظیر ہوگا وہ مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کے شادی کرنے کا ذکر جو حدیث میں آیا ہے اسی سے اس فرزند کا پیدا ہونا ظاہر فرمایا ہے۔اور اس شادی سے پیدا ہونے والا اسی زمانے میں پیدا ہوسکتا ہے نہ کہ شادی سے سینکڑوں سال بعد۔اور وہ مسیح موعود کا صلبی فرزند ہوگا نہ کہ آپ کی دور کی نسل میں سے کسی اور کا فرزند۔

(۲) اسی طرح حضرت نعمت اللہ ولی نے بھی مہدی و مسیح موعود کے لئے ایک یادگار پسر کی پیشگوئی ان الفاظ میں کی ہے۔ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب مسیح موعود کا دور اپنے کام کو انجام دیتے ہوئے ختم ہو جائے گا۔تو اس کا بیٹا اس کام کو سرانجام دینے میں اس کی یادگار رہو گا۔

اس پیشگوئی سے بھی نہایت صفائی سے ظاہر کہ وہ بیٹا مسیح موعود کا صلبی بیٹا ہوگا۔اور آپ کے سامنے اس قابلیت و اہلیت تک پہنچ چکا ہوگا کہ اپنے باپ مسیح موعود کی وفات کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھ کر آپ کی یادگار بن سکے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ان الفاظ سے بھی کہ:۔

’’تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی

غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔''
یہی ظاہر ہے کہ وہ لڑکا آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

'' خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔۔۔وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا۔اور **مظہر الحقّ و العلاء** ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔''

(تحفہ گولڑویہ ۱۷)

یہی الفاظ مصلح موعود والی پیشگوئی میں بھی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

(۵) نشان طلب کرنے والے ہندوؤں کے لئے وہ لڑکا اسی حالت میں نشان ہو سکتا تھا جب کہ وہ ان کی زندگی میں پیدا ہوتا ورنہ وہ ان کے لئے نشان نہیں بن سکتا تھا۔

(٦) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

'' خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ١٨٨٦ء کی پیشگوئی حقیقت میں دوسعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اوراس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اوراس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔''

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۱۵۔۱۷)

اور دوسرا بشیر مصلح موعود کا دوسرا نام ہے (سبز اشتہار حاشیہ ۲۱) اس سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہی انکشاف فرمایا کہ مصلح موعود آپ کا بیٹا ہوگا۔

(۷) مصلح موعود سے متعلق ''فرزند دلبند وگرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء'' الہامی الفاظ ہیں جن میں مصلح موعود کو آپ کا فرزند یعنی بیٹا قرار دیا گیا ہے۔

(۸) حضور علیہ السلام اشتہار ۲۲ مارچ ١٨٨٦ء میں فرماتے ہیں:۔

''اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے۔ (حضور نے حدیث **یتزوج و یولدلہ** کی تشریح میں اس بیٹے کے لئے **ولد صالح** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ناقل) جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہٰی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔''

''اور جیسا کہ بحوالا سبز اشتہار اوپر لکھا جا چکا ہے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دو لڑکوں بشیر اول اور بشیر ثانی کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے۔جس میں سے آپ نے بشیر ثانی کو مصلح موعود قرار دیا اور اس طرح بھی ثابت ہے کہ مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہے۔

(۹) ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کا لقب پسر موعود ہے۔ پسر کے معنے بیٹے کے ہیں۔

(۱۰) حضورؑ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

''پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ۳۰۵)

ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جس خاص لڑکے کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے وہ آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

نو سالہ میعاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں جیسا کہ اوپر نمبر ۸ کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے یہ تصریح فرمائی ہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود جو مصلح موعود ہے نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اس اعلان پر منشی اندرمن مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی تھی کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ اس نکتہ چینی کا جواب حضرت اقدسؑ نے یہ دیا کہ:۔

''جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اسکی عظمت و شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔''

(اشتہار ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء)

پھر حضورؑ نے ۹ برس کی میعاد کا ذکر اشتہار ''محک اخیار و اشرار'' میں بار بار فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات سے بخوبی ظاہر ہے کہ پسر موعود مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جو مصلح موعود ہوگا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے اندر اندر یعنی فروری ۱۸۸۶ء سے لیکر فروری ۱۸۹۵ء تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔

پسر موعود کے اسماء

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے بعد ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جو بشیر اول کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے اس سے متعلق کسی اشتہار میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ مصلح موعود اور لمبی عمر پانے والا لڑکا ہے، اور وہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ جس پر مخالفین اسلام نے نکتہ چینی کی کہ یہ وہی بچہ تھا جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷ اگست ۱۸۸۸ء میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کی نکتہ چینیوں کا نا قابل رد جواب اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں دیا۔ جو بعد میں سبز اشتہار کے نام سے موسوم ہوا۔

آپ نے اس سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا:۔

''بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ'' اس کیساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا'' پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے''

اس اشتہار میں آپ نے جو الہامی عبارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار سے نقل کی ہے اس کا مصداق مصلح موعود کو قرار دیا ہے اور کھلے الفاظ میں بتا دیا ہے کہ یہ عبارت مصلح موعود کے حق میں ہے اور یہ بھی فرما دیا ہے کہ فضل اور محمود اور بشیر ثانی اور فضل عمر اسی مصلح موعود کے الہامی نام ہیں:۔

اور حضور نے سبز اشتہار سے قبل اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے تتمہ میں تحریر فرمایا کہ:۔

''ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمدؓ ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔''

اور اسی اشتہار کا حوالہ دے کر سبز اشتہار کے صفحہ ۷ میں تحریر فرمایا کہ:۔

''اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء پیدا نہیں ہوا۔مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔''

اور حضور نے سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ میں تحریر فرمایا کہ:۔

''دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا

جائے گا۔جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔
یخلق اللّٰہ ما یشاء.

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ دوسرا بشیر جس کا دوسرا نام محمود یا محمود احمدؓ بھی ہے وہی پسر موعود اور وہی مصلح موعود ہے اور اسی کے الہامی نام فضل اور فضل عمر ہیں۔

مصلح موعود بشیر ثانی کے زمانہ ولادت کی تعیین

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ مصلح موعود مطابق وعدہ الٰہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نو برس کی میعاد کے اندر پیدا ہو گا۔اور اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش جلد ہونے والی ہے۔اور سبز اشتہار صفحہ ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہو گا۔چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

''مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔''

اس امر کو ملوظ رکھ کر کہ مصلح موعود کا نام فضل بھی ہے اس الہام کی تشریح یہ ہو گی کہ بشیر اول کے ساتھ فضل یعنی مصلح موعود ہے جو اس کے یعنی بشیر اول کے آنے کے ساتھ آئے گا۔اور ساتھ آنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ مصلح موعود یا بشیر ثانی بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہو گا۔یعنی بشیر اول اور مصلح موعود کے درمیان یا یوں کہیئے کہ بشیر اول اور بشیر ثانی کے درمیان کوئی بیٹا پیدا نہ ہو گا۔

چنانچہ حضرت اقدسؑ اس کے آگے فرماتے ہیں:۔

''نیز دوسرا نام اس (مصلح موعود۔ناقل) کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی

کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔''

ارہاص سے مراد یہ ہے کہ بشیر اول بشیر ثانی کے آنے کی ایک علامت اور بشارت تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو یعنی سبز اشتہار تحریر فرمانے کے تین روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

''اور یوں ہوا کہ اس لڑکے (یعنی بشیر اول۔ ناقل) کی پیدائش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں الہام میں بیان کی گئیں اور پاک اور نور اللہ اور ید اللہ اور مقدس اور بشیر اور خدا با ماست اس کا نام رکھا گیا۔ سوان الہامات نے یہ خیال پیدا کر دیا کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا۔ پیچھے سے کھل گیا۔ کہ مصلح موعود نہ تھا مگر مصلح موعود کا بشیر تھا۔''

اسی طرح سبز اشتہار صفحہ ۱۵۔۱۷ میں بشیر اول کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''بذریعہ الہام بتلایا گیا اور صاف ظاہر کیا گیا کہ ظلمت اور روشنی دونو اس لڑکے (بشیر اول۔ ناقل) کے قدموں کے نیچے ہیں۔ یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے اس کا آنا ضرور ہے۔ سوائے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا۔ حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔''

اور حضورؑ نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بشیر اول کی پیدائش سے متعلق بشارت کا ذکر کر کے فرمایا کہ:۔

''اس کے بعد یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔''

پس جب بشیر اول مصلح موعود نہ ہوا تو دوسرا لازمی طور پر مصلح موعود ہونا تھا۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ بشیر ثانی جو از روئے الہام مصلح موعود ہے وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والا تھا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد انکشاف تام سراج

منیر میں فرماتے ہیں:۔

''سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلاتوقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔سو محمود پیدا ہو گیا۔''

(سراج منیر صفحہ ۳۱ حاشیہ)

پیدائش مصلح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے سبز اشتہار میں بصراحت فرمایا تھا کہ الہام الٰہی میں مصلح موعود کے نام محمود۔ بشیر ثانی۔ فضل اور فضل عمر رکھے گئے ہیں (دیکھو سبز اشتہار صفحہ ۲۱ حاشیہ مطبوعہ دسمبر ۱۸۸۸ء وصفحہ ۳۲ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء) نیز فرمایا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے انزال رحمت کی دوسری قسم جو نبیین وائمہ وخلفاء اور اولیاء کی صورت میں ہوتی ہے تکمیل کو پہنچے گی۔اس اشتہار کی طباعت پر ابھی ڈیڑھ مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپؑ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گیا ۔آپؑ نے اس کی پیدائش کا ذکر اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں جو اسی رات میں تحریر کیا گیا تھا ان الفاظ میں فرمایا:۔

''خدائے عزوجل نے جیسا کہ از شتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف وکرم سے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہو گا۔اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ اولو العزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے[1] سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ

[1] سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ حاشیہ میں یہ ذکر کر کے آگے لکھا ہے۔''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ وہ آسمان سے آتا ہے۔پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا۔اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' اس سے ظاہر ہے کہ دوسرا بشیر مصلح موعود ہے۔شمس

اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے (بموجب وعدہ الہٰی نو سال تھی۔ ناقل) ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہٖ زراہ دور آمدہٖ

پس اگر حضرت باری جلشانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اس قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی۔ تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہٖ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔"

اس اشتہار سے بھی مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ پسر موعود۔ مصلح موعود۔ بشیر ثانی ایک ہی مولود کے نام ہیں۔

۲۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو جو لڑکا پیدا ہوا اس کے یہ نام بطور تفاول رکھنے سے مراد یہی ہے کہ بظاہر حالات تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی مولود پسر موعود مصلح موعود ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں بھی یہی بات ہے تو بشیر ثانی اور محمود جو اس کے نام بطور تفاول رکھے گئے ہیں اس کے واقعی نام قرار پائیں گے۔

۳۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں مصلح موعود اس کے سوا کوئی اور لڑکا ہے تو وہ ۹ سال کی مدت معینہ کے اندر جس کے ختم ہونے میں ابھی چھ سال باقی ہیں ضرور پیدا ہو جائے

گا اور پھر اس کا نام محمود اور بشیر ثانی رکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ درحقیقت مصلح موعود کے نام ہیں جو واقعی طور پر کسی اور کو نہیں دیئے جاسکتے۔

کامل انکشاف

اس امر کی کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا لڑکا ہی مصلح موعود ہے ایک دلیل تو یہ ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی یہ ظاہر نہیں فرمایا کہ ہم نے جس لڑکے کا نام تفاول طور پر محمود اور بشیر ثانی رکھا تھا وہ لڑکا ان ناموں کا مصداق نہیں۔ ان کا مصداق کوئی اور لڑکا ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار جس میں سب سے پہلے پسر موعود کی پیشگوئی تحریر فرمائی ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ ''رسالہ سراج منیر مشتملبر نشانہائے رب قدیر'' پھر اس عنوان کے نیچے اس رسالہ کے موضوع اور اس کے چھاپنے کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ پھر مصلح موعود والی پیشگوئی اور بعض اور پیشگوئیاں تحریر فرمائی ہیں۔ پھر اس اشتہار سے قریباً تین سال بعد حضورؑ نے سبز اشتہار میں بشیر اول کی وفات پر مخالفین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:۔

> ''یقینی طور پر کسی الہام کی بناء پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا (بشیر اول ۔ ناقل) پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کیا گیا تھا۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جاوے تب اس کا مفصل ومبسوط حال لکھا جاوے۔''

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ نے سراج منیر کا چھپوانا اس غرض سے روک رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسر موعود کی اصل حقیقت کہ وہ کون ہے ظاہر ہو جائے تو سراج منیر چھاپی جائے۔ اور آپؑ نے اس وقت تک نہیں چھپوائی جب تک کہ نو سال کی وہ میعاد جو بالہام الٰہی مصلح موعود کی پیدائش کے لئے مقرر تھی ختم نہیں ہوگئی اور آپؑ پر یہ انکشاف نہیں ہوگیا کہ مصلح موعود کون ہے۔ اگرچہ سراج منیر کی اشاعت ہی سے جو ۱۸۹۷ء

میں فرمائی گئی یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ جس امر کے ظاہر ہونے پر اس کی اشاعت منحصر کی گئی تھی وہ ظاہر ہو گیا ہے یعنی حضرت اقدسؑ پر اس امر کا انکشاف ہو گیا ہے کہ مصلح موعود کون ہے لیکن اسی پر بس نہیں۔ بلکہ حضور نے سراج منیر میں سبز اشتہار والی پیشگوئی کا جو یقینی طور پر مصلح موعود کے لئے تھی پورا ہو جانا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

اور حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

''ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔سو محمود پیدا ہو گیا۔کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔''

(سراج منیر صفحہ ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پورے انکشاف کے بعد کی ہے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء والے اشتہار میں تو ''ایک لڑکا'' لکھا تھا لیکن سراج منیر میں ''وہ لڑکا'' لکھا یعنی جو موعود لڑکا ہے اور جس کا ذکر سبز اشتہار میں کیا گیا تھا۔ وہ میعاد یعنی ۹ سال کے اندر پیدا ہو گیا۔اور سبز اشتہار میں بشیر اول کے بعد مصلح موعود کے سوا جس کے الہامی نام بشیر ثانی اور محمود وغیرہ بھی ہیں اور کسی لڑکے کی کوئی خبر نہیں۔اور نو سال کے اندر پیدا ہونے کی میعاد بھی مصلح موعود ہی کے لئے مقرر تھی۔اب اس سے زیادہ اس امر کی صراحت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس مولود کا نام محمود اور بشیر الدین پہلے بطور تفاول رکھا گیا تھا درحقیقت وہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔

سراج منیر کے بعد تریاق القلوب میں مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں آپؐ نے تحریر فرمایا:۔

''سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے

کا نام محمود رکھا جائے گا۔۔۔۔اور جب اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہار کامل درجہ تک پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔تب خدا کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر ''تکمیل تبلیغ'' موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔ـ

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(تریاق القلوب ۴۲)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ پسر موعود اور مصلح موعود ایک ہی ہیں کیونکہ اشتہار تکمیل تبلیغ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کی بجائے مصلح موعود لکھا ہے۔تریاق القلوب کے اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ منکشف ہو چکا تھا کہ ''محمود'' ہی مصلح موعود ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۹۰۶ء میں آپؑ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا:۔

''میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔یہ عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔اور سترھویں سال میں ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ۳۶۰)

اب دیکھو یہاں یہ نہیں لکھا کہ اس کا نام ''محمود'' بطور تفاول رکھا گیا۔ بلکہ اسے قطعی طور پر سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے نام ہیں اور یہ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں ''مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے'' کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

(دیکھو سبز اشتہار صفحہ ۱۷ حاشیہ طبع اول اور صفحہ ۲۶ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء)

پہلی دلیل کا خلاصہ

پس پہلی دلیل اس امر کی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں یہ ہے کہ مصلح موعود کا آپ کے صلبی بیٹوں میں سے ہونا۔ اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نو سال کی مدت کے اندر یعنی ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا ضروری تھا۔ اور مصلح موعود کے دوسرے الہامی نام بشیر ثانی اور محمود اور فضل عمر وغیرہ تھے۔ اور سبز اشتہار میں جس بشیر ثانی اور محمود کے پیدا ہونے کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ وہی مصلح موعود ہونے والا تھا۔ کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرجہ پیشگوئی کے متعلق بذریعہ الہام یہ امر کھل گیا تھا۔ کہ وہ بشیر اول اور بشیر ثانی دو بیٹوں کی پیدائش پر مشتمل ہے اور بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹوں میں سے صرف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدّہ اللہ تعالیٰ ہی کے یہ دونوں نام رکھے اور کسی بیٹے کے نہیں رکھے۔ جس سے یہ تمام تر صفائی ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کا نام بشیر ثانی اور محمود رکھنے میں جو مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ یا اس الہام کہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ آپ کو مصداق قرار دینے میں غلطی پر ہوتے تو اللہ تعالیٰ حضور کی اس غلطی کو ضرور دور فرما دیتا۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں:۔

''میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو و نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔'' (ایام الصلح ۴۱)

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا ناموں کو غلط قرار نہیں دیا۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ حضور نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے مولود کا نام بطور تفاول کے جو محمود اور بشیر رکھا اور اسے مصلح موعود خیال کیا اور حسن و احسان میں اپنا نظیر بتایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی مولود مسعود مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق تھا۔

منکرین خلافت کا اعتراف

یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اختلاف سے پہلے منکرین خلافت بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ مصلح موعود آپ کے بیٹوں میں سے ہو گا۔ چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب غیر مبائع نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب عسل مصطفیٰ میں لکھا:۔

''ایک دفعہ ایسے وقت میں جب کہ ابھی تک مسیح موعود کی کوئی اولاد نئی زوجہ سے جو ایک بڑے مشہور خاندان سادات سے تھیں نہیں ہوئی تھی۔ پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام پھیلائے گا اس کا نام بشیر اور عمانوایل ہو گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (دیکھو ضمیمہ ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء) یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہو گئی۔ اس وقت تک چار ہی لڑکے موجود ہیں جن میں سے ایک وہ موعود بھی ہے جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کرے گا اور جو حضرت اقدسؑ کا جانشین ہو گا۔''

(عسل مصفّٰی جلد۲، صفحہ۵۸۲ مطبوعہ ۱۹۰۰ء)

کتنی واضح تحریر ہے کہ وہ موعود لڑکا آپؑ کے موجودہ چاروں فرزندوں میں سے ایک ہے اور وہ آپؑ کا جانشین یعنی خلیفہ ہو گا۔ اور سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی صاحب مرحوم ۱۹۰۶ء میں سلسلہ کی کامیابی کے وعدہ کا ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ آپؑ کے ایک لڑکے کے ذریعہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی رہنمائی کے لئے مامور ہو گا یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور

قوت حاصل کرے گا۔'' (ریویو آف ریلیجز جلد ۵، صفحہ۱۹۲)

مولوی محمدؐ احسن صاحب مرحوم امروہوی نے جن کی شہادت کو سابق امیر منکرین خلافت نے ایک مامور ملہم کی شہادت سے بھی زیادہ وقیع قرار دیا ہے ۱۹۱۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی تقریر وتفسیر آیات قرآنی سن کر فرمایا:۔

''ایک یہ بھی الہام تھا کہ **اِنّا نبشّرک بغلامٍ مظھر الحقّ والعلاء** الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعود کے بارہ میں ہے کہ **یتزوّج ویُولد لہٗ** یعنی آپؑ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہو گا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں منجملہ ذریت طیبہ کے۔'' (ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

اسی طرح انہوں نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

''جب کہ صدہا یہ الہام زور شور سے پورے ہوئے تو جو الہام ذریت طیبہ کیلئے ہیں کیا وہ پورے نہ ہوں گے کلا وحاشا ضرور پورے ہوں گے۔

ایہا الاحباب ان الہامات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ **نومن ببعض و نکفر ببعض** کی وعید میں کوئی آجائے نعوذ باللہ۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ آثار ان الہامات کے پورے ہونے کے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ناقل) امام ہیں اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی (الہام وہ جلد جلد بڑھے گا کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) اور میں نے تو ارہاص کے طور پر یہ سب ارشاد مشاہدہ کئے ہیں اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کا نام محمود احمدؓ سبز اشتہار میں موجود ہے۔''

(ضمیمہ اخبار بدر مذکور صفحہ۴)

یہ تھے منکرین خلافت کے خیالات اختلاف سے پہلے۔ وہ علامات سے پہچان چکے

تھے کہ وہ پسر موعود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی ہیں۔لیکن اختلاف کے بعد حسد نے ان سے یہ لکھوایا کہ وہ پسر موعود تو نہ معلوم کس صدی میں ظہور پذیر ہوگا۔اوراس امر پر دلائل دینے شروع کر دئے کہ ابھی تو اس کی ضرورت بھی نہیں وہ نہ معلوم کب آئے گا۔چنانچہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں اپنے رسالہ المصلح موعود صفحہ ۲۵ میں لکھا:۔

''کہ اس طرح وہ مصلح موعود تین صدیوں کو چار کرنے والا بھی ہے۔''

اور یہی بات ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم نے اپنی کتاب ''مجدد اعظم'' میں لکھی:۔

''کیا عجب ہے کہ تین کو چار کرنے کا اصل مقصد تیسری صدی کو چوتھی صدی کرنے والا شخص ہو۔یعنی اب سے وہ تین صدی کے بعد چوتھی صدی کے شروع میں مجدد بن کر آوے۔''

(مجدد اعظم صفحہ ۱۵۹)

اور لکھا:۔

''اغلب ہے کہ بیٹے سے مراد روحانی بیٹا ہو۔''

(مجدد اعظم صفحہ ۱۵۹)

اور جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ دعویٰ کیا کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں تو سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی نے لکھا:۔

''صدی کے سر کا انتظار کرو۔شاید اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا کر دے ابھی بڑا وقت باقی ہے۔چالیس سال باقی ہیں۔''

(پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۴ء)

مگر مذکورہ بالا تصریحات کے بعد یہ اتنی بے جوڑ باتیں اور فضول ڈھکوسلے جس نظر سے دیکھے جانے کے لائق ہیں اہل نظر دیکھ لیں۔!

دوسری دلیل

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی تعین

سیدنا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے متعلق منکرین خلافت لکھتے ہیں کہا آپ ایک ایسی بزرگ ہستی تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدیق کے مرتبہ پر قرار دیا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ مشکوۃ نبوت کے انوار سے منور ہے اور اپنی پاک طینتی اور شان مردی کے مناسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان کے نور اس کے پاس نازل ہوتے ہیں۔ (ایڈیٹوریل پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۵۶ء) اسی مقدس و بزرگ ہستی سے ۱۹۱۳ء میں حضرت پیر منظور محمدؐ مرحوم ومغفورؒ نے عرض کیا کہ مجھے حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ چل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

پھر حضرت پیر صاحب کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے اپنے قلم سے لکھ دیا:۔

''یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمدؐ سے کہے ہیں۔''

(نورالدین ۱۰ استمبر ۱۹۱۳ء)

اور اس کا عکس سلسلہ کے لٹریچر میں چھپا ہوا موجود ہے پس اگر بنی اسرائیل کے علماء کی شہادت بطور دلیل قرآن مجید میں پیش کی گئی ہے تو اس شخص کی شہادت جس کے متعلق منکرین خلافت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ صدیق کا مرتبہ رکھتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا تھا۔ اس امر کی دلیل کیوں نہیں ہوسکتی کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہمارے امام سیدنا حضرت محمود سلمہ الودود ہی ہیں۔

تیسری دلیل

تین کو چار کرنے والا

اب ان علامات میں سے جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں ذکر کی گئی ہیں ایسی علامات کو لیتا ہوں۔جن کے متعلق خود منکرین خلافت بھی اقرار کر چکے ہیں کہ مصلح موعود کی حقیقی شناخت ان کے ذریعہ ہوگی۔ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ مصلح موعود یا پسر موعود تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اس علامت کے متعلق سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمدؐ علی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں موعود کی ایک خاص صفت کا ذکر ہے۔جس سے اس کا تعین ہو جاتا ہے اور وہ صفت یہ ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔یہی ایک صفت ایسی ہے کہ جو اس کا تعین کرتی ہے اور باقی صفات عام الفاظ میں اس کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق ہیں۔لیکن تین کو چار کرنے کی صفت خاص ہے۔''

(المصلح موعود صفحہ ۱۴۔۱۵ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

ظاہر ہے کہ اس الہام میں تین کو چار کرنے کی نسبت مصلح موعود سے کی گئی ہے کہ تین اس کے ذریعہ سے چار بنیں گے۔اور یہ خاص صفت بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ الثانی ایدہ اللہ کے وجود باوجود کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت نوحؑ سے مشابہت دی گئی ہے اور حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے آدم قرار دیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بی بی آپ پر ایمان نہ لائی تھی۔اور اس بی بی سے جو انہوں نے حکم الٰہی کی بناء پر کی تھی۔آپ کے تین بیٹے

حام۔سام۔یافث پیدا ہوئے تھے۔جو نیکو کار اور متقی ہوئے اوران سے آپ کی نسل چلی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شادی بحکم الہیٰ سادات میں کی اس سے آپ کے بھی تین بیٹے پیدا ہو کر جوان ہوئے جو اپنی پیدائش سے پہلے حضور کو خواب میں دکھائے گئے تھے۔

(تذکرہ ۱۱۹)

پس آپ کے بھی اس بی بی سے جس سے آپ نے بالہام الہیٰ شادی کی تھی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی طرح تین ہی بیٹے ہونے تھے۔ جو آپ کے اہل میں شمار ہونے تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس الہام سے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا آپ کو یہ بشارت دی کہ آپ کا ایک چوتھا لڑکا بھی ہو گا جس سے آپ کی نسل چلے گی۔لیکن وہ اس بیوی سے نہیں ہوگا۔جس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت شادی ہوئی ہوگی۔ بلکہ یہ چوتھا لڑکا آپ کے روحانی اہل میں مصلح موعود کے ذریعہ داخل ہوگا۔حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کو جو انّہٗ لیس من اھلک کہا گیا تو وہ روحانی لحاظ سے تھا۔کہ وہ تیرے اس اہل میں جو نجات پائے گا۔بوجہ غیر صالح ہونے کے شامل نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمدؐ مرحوم و مغفور نے آپ کے دعوے کو آپ کی زندگی میں قبول نہیں کیا تھا۔اس لئے وہ بھی انہ لیس من اھلک کے مطابق روحانی لحاظ سے آپ کے بیٹوں میں شمار نہیں ہو سکتے تھے۔مگر مصلح موعود والی پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ بھی مصلح موعود کے ذریعہ آپ کے بیٹوں میں سے شمار کئے جائیں گے۔چونکہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں لڑکوں کی پیدائش کا ذکر ہے اس لئے تین کو چار کرنا بھی لڑکوں سے متعلق ہے۔

ایک رویا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم رویا میں دکھایا کہ:۔

”مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمدؐ کھڑا ہے سب لباس سرتا پا سیاہ ہے۔ایسی گاڑھی سیاہی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی۔اس وقت

معلوم ہوا کہ یہ فرشتہ ہے۔ جو سلطان احمدؐ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔اس وقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔''

(تذکرہ ۵۲۸)

سیاہ لباس پہنے ہوئے دیکھنے میں تو اس طرف خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اس کشتی میں سوار نہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تیار کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس رویا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ ظاہر فرمایا۔کہ یہ تو ایک فرشتہ ہے جو سیاہ لباس پہن کر کھڑا ہے۔ جو اس بات کی طرف اشارہ تھا۔کہ حضرت مرزا سلطان احمدؐ بھی آخر کار آپ کے سلسلہ میں داخل ہو جائیں گے۔تب آپ نے حضرت ام المومنینؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ ایک وقت آئے گا جب کہ حضرت مرزا سلطان احمدؐ مرحوم و مغفور بھی آپ کے تینوں بیٹوں کی طرح روحانی لحاظ سے بھی آپ کے چوتھے بیٹے ہو جائیں گے گویا تین جوان بیٹے جن سے آپ کی نسل چلنی تھی چار ہو جائیں گے۔کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہ بیٹا جس نے اپنے باپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہ کی پھر وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں بھی سلسلہ میں داخل نہ ہوا۔وہی آخر کار اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کے لئے تیار ہو گیا اور چھوٹے بھائی نے اس سے بیعت لے کر تین جسمانی و روحانی بیٹوں کو چار کر دیا۔اور اس طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ذریعہ تین بیٹوں کے چار ہو جانے سے آپ کا مصلح موعود ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

پھر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے منکرین خلافت پر اتمام حجت کرنے کے لئے ۱۹۱۶ء میں ان کی اخبار پیغام صلح میں یہی بات قبل از وقت شائع کروا دی اور اس کی تقریب یہ پیدا ہوئی کہ حضرت مرزا سلطان احمدؐ مرحومؒ کے ۱۵۔۱۹۱۶ء میں اخبار پیغام صلح میں بعض مضامین شائع ہوئے ان کو پڑھ کو شیخ محمدؐ جان وزیر آبادی نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو ایک خط لکھا۔جو اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا ۔وھو ھذا:۔

''پیغام صلح مجریہ ۲۵ جنوری ۱۶ اء میں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد

ایڈیشنل جج و مجسٹریٹ لاہور کا ایک مضمون جس کا ہیڈنگ میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے پڑھ کر از حد خوشی ہوئی شروع سے اخیر تک مضمون کو خوب نبا ہا ہے اور ساتھ ہی مجھ کو ایک کشف یا خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا (جس کے راوی ہمارے قبلہ میر صاحب میر ناصر نواب صاحب ہیں) جناب خان بہادر صاحب موصوف کی نسبت یاد آ گیا۔امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب کو بھی خوب یاد ہوگا۔ کیونکہ میر صاحب نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ریل کے سفر میں خاکسار کو سنایا تھا۔ وھو ھذا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ چار کرسیاں بچھی ہیں۔ تین پر ہیں اور ایک خالی پڑی ہے۔سامنے سے مرزا سلطان احمد خان صاحب آ گئے ہیں۔تو میں نے مرزا سلطان احمد خان صاحب کو کہا کہ چوتھ کرسی پر آپ بیٹھ جائیں۔

یہ حضرت میر صاحب کی روایت کا مفہوم ہے۔امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب یا حضرت صاحبزادہ میاں صاحب اس کی تعبیر فرما کر احمدی احباب کو مشکور فرمائیں گے۔ خداوند تعالیٰ کے دربار میں ممکن ہے کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب ہی ہوں۔" [1]

---

[1] شیخ محمد جان صاحب غیر مبائع کی اس روایت کے متعلق جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے حضرت میر ناصر نواب مرحوم و مغفور نے ۱۵ فروری ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا کہ میں نے شیخ محمد جان صاحب سے جو کہا تھا وہ یہ ہے کہ "میں نے سنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت صاحبؑ کھڑے ہیں اور مرزا سلطان احمد صاحب بھی آپؑ کے پاس کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا سلطان احمد صاحب سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ" حضرت میر ناصر نواب مرحوم و مغفور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ وہ ریاست بہاولپور میں کرسی وزارت پر متمکن ہو گئے۔مگر اس کے یہ معنے لینا بھی قرین قیاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بذریعہ رویا منکشف کر دیا کہ آپؑ کے جسمانی بیٹے مرزا سلطان احمد مرحوم و مغفور بھی آخر کار

سابق امیر منکرین خلافت نے ۱۹۱۴ء کے مطبوعہ رسالہ المصلح الموعود میں تین سے چار کرنے کی علامت کے لئے بتایا ہے کہ وہ مصلح موعود کی خاص شناخت اور اس کی تعیین کرنے والی خاص صفت ہے۔

اور ۱۹۱۶ء میں پیغام صلح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف شائع کیا اور لکھا کہ:۔

''خداوند تعالیٰ کے دربار میں ممکن ہے کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب ہی ہوں۔''

لیکن اللہ تعالیٰ نے آخر مصلح موعود کے ہاتھ پر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل کر کے حضورؑ کے کشفی قول کو کہ ''یہ میرا بیٹا ہے'' پورا کر کے دکھایا۔اور اس طرح مصلح موعود کی یہ خاص اور امتیازی علامت کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اور جو امیر

آپؑ کے روحانی بیٹوں میں شامل ہو جائیں گے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے اس بیٹے کو بھی رویا دکھا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت چوتھی کرسی پر بیٹھنے سے آپؑ کے تین روحانی و جسمانی بیٹے چار ہو جائیں گے۔اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی سلسلہ میں آپ کا داخل ہونا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ ہوا اس لئے محمود مصلح موعود ہی تین کو چار کرنے والے ہوئے۔شیخ محمد جان صاحب کے اس بیان سے یہ تو قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غیر مبائعین بھی یہی سمجھتے تھے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ بیٹوں میں سے کوئی ایک ہے۔میں اس جگہ برادرم مکرم ایس۔ایم عبداللہ یاگورا کے ایک رویا کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۸ء میں لکھا ہے۔لکھتے ہیں۔''چند یوم ہوئے رات خواب میں مجھے شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی (جو میرے دادا کے سگے بھائی تھے اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے تھے) ملے اور انہوں نے تصدیق فرمائی کہ ہاں یہ رویا صادقہ جو میں نے لکھی تھی بالکل درست ہے اور آپ لوگ حق پر ہیں۔میں نے تعجب سے پوچھا۔آپ تو ہماری مخالفت کرتے رہے ہیں؟ مرنے کے بعد پتہ لگا ہے کہ آپ لوگ ہی حق پر ہیں۔''اس خواب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی لی جائے تو بھی سچی ہے اور اس کا تعلق پیشگوئی مصلح موعود سے بھی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

منکرین خلافت کے بقول مصلح موعود کا تعین کرنے والی خاص صفت تھی۔ حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ پوری ہوگئی۔ پس مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کے کلام کو پورا ہوتے دیکھ کر سبحان ربّنا ان کان وعد ربنا لمفعولاً کہتے ہوئے سربسجود ہوگئے۔

چوتھی دلیل

زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا

اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

یہ علامت بھی ایک ایسی علامت ہے جس کے متعلق منکرین خلافت کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ المصلح الموعود مطبوعہ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۵ میں لکھ چکے ہیں:۔

''اگر حضرت صاحبؑ کی تحریروں اور الہاموں پر غور کیا جائے تو مصلح موعود کی وہ بڑی شناخت جو اس کے کاموں سے ہوگی یہ ہے کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے اور قومیں اس سے برکت پائیں۔''

امیر منکرین خلافت کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۱۹۱۴ء میں یہ موعودہ شہرت حاصل نہ تھی۔ بلکہ یہ تو وہ وقت تھا جبکہ وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق یہ کہتے تھے کہ ''وہ پانچ لاکھ آدمیوں میں سے دسواں حصہ بھی ایسا نہیں دکھا سکتے جس نے انہیں خلیفہ اور مطاع تسلیم کیا ہو۔'' (پیغام صلح ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء از مولوی محمد علی صاحب)۔

اور اکابر منکرین خلافت نے ایک مشترکہ اعلان میں کہا تھا:۔

''ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔''

(پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء)

اور جنہوں نے آپ کی بیعت کی ان کے متعلق یہ کہا جا رہا تھا:۔

''اب وہ ۲۵ سال کے نوعمر جوان کے غلام ہیں۔ ان کی رائے وغیرہ کچھ

بھی باقی نہیں ہے۔۔۔۔وہ ایک گونہ ایک بچے کے دائمی غلام بن گئے۔''
(پیغام صلح ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

اور یہ کہا جاتا تھا:۔
''بتاؤ کہ آپ کا ایک منتخب شدہ کم عمر اور کم تجربہ غیر مامور جوان کے اکثر کے سامنے طفل مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔کس قطار اور شمار میں۔''
(رسالہ تقریریں اور ان کا جواب)

نیز کہتے تھے:۔
''۲۵ سالہ جوان کے ہاتھ میں قوم کی قیادت دینا خطرناک ہے۔''
(پیغام صلح ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء)

پس ایک طرف اپنے آپ کو جہاندیدہ اور تجربہ کار سمجھنے والوں کی جماعت تھی جن کا دعوی تھا کہ نوے بلکہ پچانوے فیصدی جماعت ان کے ساتھ ہے۔اور دوسری طرف ایک پچیس سالہ نوجوان تھا۔جسے ازراہ تحقیر بچہ اور کم عمر اور کم تجربہ کہتے تھے۔جوان کے نزدیک ابھی سنِ رشد کو بھی نہیں پہنچا تھا۔(رسالہ المہدی ۳۲۔۳۵) جو ابھی ضد اور عزم میں تمیز کرنے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا۔(انکشاف حقیقت از خواجہ صاحب صفحہ ۴۹) اور اس کی بیعت کرنے والوں کو غلام جن کی کوئی رائے نہ ہو سمجھا جارہا تھا۔ان حالات میں کون خیال کرسکتا تھا۔کہ وہ شخص جسے ایک بچہ اور اس کے ساتھیوں کو غلام کہا جاتا ہے۔وہ ایک دن عالمگیر شہرت حاصل کرلے گا۔ان حالات کے باوجود اس کا زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کر لینا یقیناً انسانی طاقتوں سے بالاتر اور خدائے تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک زبردست نشان ہے۔

اور جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وعدہ دیا تھا کہ میں تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا۔وہ مصلح موعود کے عہد مبارک میں دنیا کے مختلف مما لک میں اور براعظموں کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک سلسلہ کی تبلیغ پہنچنے سے پورا ہوگیا۔اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ وعدہ بھی پورا ہوگیا کہ:۔

''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔''

(تذکرہ ۱۹۱)

اور دعوت کے پہنچانے والے چونکہ حضرت مصلح موعود تھے اس لئے آپ کے حق میں بھی خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

بیرونی ممالک میں ہمارے مشن

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کے عہد خلافت میں پہلا مشن بیرونی ممالک میں سے ماریشس میں قائم ہوا۔اور یہ عجیب بات ہے کہ ماریشس میں اس سرزمین کو Lehord dele Mond یعنی دنیا کا کنارہ کہتے ہیں۔گویا اس مشن کے قیام نے یہ اشارہ کر دیا تھا کہ یہ زمانہ اس پسر موعود کا ہے جس سے متعلق اللہ تعالیٰ یہ پیشگوئی فرما چکا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

اگر کوئی ہندوستان اور دنیا کے نقشہ پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالے تو وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ پیشگوئی اپنے ظاہری لفظوں میں پوری ہو چکی ہے۔

دنیا کے نقشے پر ایک نظر

مکرم ومحترم جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ۱۹۴۴ء کے احمدیہ مشنوں کو (میں نے بعض بعد کے قائم شدہ مشنوں کو بھی شامل کر دیا ہے۔شمس) مدنظر رکھتے ہوئے اس پیشگوئی پر اس طرح روشنی ڈالی تھی کہ اگر ہندوستان کا نقشہ سامنے رکھ کر کراچی سے لے کر ڈبروگڑھ (ملک آسام) تک ایک خط کھینچیں اور پھر سرینگر سے لے کر راسکماری تک دوسرا خط کھینچیں تو صاف نظر آئے گا۔کہ حضرت مصلح موعود نے ملکوں کے کناروں تک شہرت پائی ہے۔

پھر ایشیا کا نقشہ سامنے رکھیں اور ایک خط حیفا (فلسطین) سے دمشق (ملک شام) اور دمشق سے بغداد (ملک عراق) اور بغداد سے تہران (ملک ایران) اور تہران سے بخارا

اور بخارا سے کاشغر اور کاشغر سے ٹوکیو(ملک جاپان) اور ٹوکیو سے ہانگ کانگ (ملک چین) اور ہانگ کانگ سے بٹاویہ (جاوا سوماٹرا) اور بٹاویہ سے کولمبو (سیلون) اور کولمبو سے عدن اور عدن سے پھر حیفا تک خط کھینچیں تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ پسر موعود ایشیا کے کناروں تک شہرت پا چکا ہے۔ ان مقامات میں سے حیفا۔ دمشق۔ بغداد۔ بٹاویہ۔ کولمبو۔ عدن میں تو جماعتہائے احمدیہ قائم ہیں۔ اور تہران۔ بخارا اور کاشغر۔ ٹوکیو۔ ہانگ کانگ میں سلسلہ کی باقاعدہ تبلیغ کی جا چکی ہے۔

پھر افریقہ کا نقشہ لیجئے اور قاہرہ سے ممباسہ (مشرقی افریقہ) ممباسہ سے لیگوس (نائیجریا) لیگوس سے سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ) اور سالٹ پانڈ سے فری ٹون (ملک سیرالیون) تک خط کھینچئے اور دیکھئے کہ افریقہ کے کناروں تک دعوت مسیح موعود علیہ السلام پہنچا کر یہ فرزند گرامی وارجمند شہرت پا چکا ہے یا نہیں۔ ان تمام مقامات پر بھی احمدیہ جماعت قائم ہیں اور مغربی افریقہ کے مما لک میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں احمدی موجود ہیں۔ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ مدرسے جاری ہیں۔ ہمارے بھیجے ہوئے مبلغین کے علاوہ بیسیوں مقامی مبلغین مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اپنے ہمقوم لوگوں کو پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اور یہ تمام جماعتیں اپنے تبلیغی اور تنظیمی اخراجات خود برداشت کر رہی ہیں۔

اب یورپ کے نقشہ کو لے لیں۔ اور لندن (انگلستان) سے میڈرڈ (سپین) تک اور میڈرڈ سے بلغاریہ (یوگوسلاویہ) اور بلغاریہ روما (اٹلی) اور روما سے زیورچ (سوئٹزرلینڈ) اور زیورچ سے وارسا (پولینڈ) اور پولینڈ سے برلن اور ہمبرگ (جرمنی) اور جرمنی سے سٹاک ہالم (سکنڈے نیویا) میں بذریعہ مبلغین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پہنچائی جا چکی ہے لندن اور پیرس۔ روما۔ وینس اور زیورچ اور ہمبرگ اور ہیگ وغیرہ شہروں میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز خود تشریف لے جا چکے ہیں۔ باقی رہا امریکہ۔ تو شمالی امریکہ کے متعدد شہروں میں اور بونس آئر (ملک ارجنٹائن) وغیرہ میں باقاعدہ تبلیغ ہو چکی ہے اور بیسیوں جگہ احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔

یہ تو براعظموں کے کناروں کے لحاظ سے مکرم ومحترم چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کے پہنچنے کا ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک اگر الہام کے الفاظ کہ

''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا'' میں زمین کے کنارے لیں تو زمین کے بوجہ گول ہونے کے خاص کنارے تو ہو نہیں سکتے البتہ اس سے مراد سمندروں کے ساحل لئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ جہاں سے سمندر شروع ہوتا ہے وہ سمندر کا کنارہ ہوتا ہے۔اسی طرح وہ خشک زمین کا بھی کنارا ہوتا ہے۔

سب سے پہلے ہم بحراوقیانوس شمالی کو لیتے ہیں۔اس کے ایک کنارے پر یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ ہے جس میں ہمارے مشن نیویارک ،واشنگٹن ،ہیمبرگ،ڈیٹرائٹ اور شکاگو میں ہیں اور دوسرے کنارے پر جہاں نارتھ سے (بحیرہ شمالی) بحیرہ اوقیانوس میں مل جاتا ہے۔اس کنارے پر یورپ کے مندرجہ ذیل مقامات پر ہمارے تبلیغی مشن پائے جاتے ہیں۔

سکنڈے نیویا میں ہمارے مشن کا مرکز سٹاک ہالم میں موجود ہے جو سویڈن کا دارالخلافہ ہے۔جرمنی کے اس علاقہ میں جو بحراوقیانوس کے کنارے پر ہے ہیمبرگ میں ہمارا مرکز اور مسجد ہے۔اوراس کے علاوہ نورمبرگ میں بھی ہمارا مشن ہے۔اسی طرح ہالینڈ میں ہیگ میں اور انگلستان میں لنڈن میں ہمارے تبلیغی مراکز اور مساجد قائم ہیں اور فرانس میں باقاعدہ تبلیغ ہو چکی ہے۔پھر میڈرڈ (سپین) میں ہمارا مشن قائم ہے۔

اس کے بعد ہم بحراوقیانوس کا جنوبی حصہ لیتے ہیں۔اس کے کنارے پر فری ٹاؤن اور بوسیرالیون میں۔پھر لائبیریا میں (جو امریکن کالونی ہے) اور کماسی اور سالٹ پانڈ غانا میں جو ابھی آزاد ہوا ہے۔پھر لیگوس نائیجیریا میں ہمارے مشن قائم ہیں۔

پھر بحیرہ روم کو لیتے ہیں تو اس کے کنارے پر مصر ہے۔لبنان،شام ،فلسطین ہے جن میں ہمارے مشن قائم ہیں۔اور ٹیونس ہے۔پھر روم اور سسلی ہیں۔ جہاں کئی سال تک تبلیغ ہو چکی ہے اب وہاں عنقریب مسجد تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔اس سے آگے سوئٹزر لینڈ کا مشن بھی روم کے قریب ہے۔

بھیرہ عرب کو لیں تو ایران اور مسقط میں ہمارے مشن ہیں۔اس کے بعد بحیرہ ہند کو لیجئے اس کے مشرقی حصہ میں سیلون، برما، جاوا،سوماٹرا،سنگاپور، ملایا،انڈونیشیا (جاکرتا) میں ہمارے مضبوط مشن قائم ہو چکے ہیں۔بحر ہند کے مغربی ساحل پر مشرقی افریقہ اور جزیرہ

ماریشس ہے۔ یہاں پرٹبورا، یوگنڈا، نیروبی، ممباسہ، زنجبار، لنڈی میں ہمارے مشن قائم ہیں۔اس کے بعد بحر اکاہل شمالی سے ملحقہ کناروں پر لاس اینجلز(یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ) میں ہمارا مشن ہے۔ پھر نیچے جزائر میں فلپائن اور شمالی بورنیو میں بھی ہمارے مشن ہیں اور اس کے بالمقابل جنوبی بحراوقیانوس کے دوسرے کنارے پر جہاں جنوبی امریکہ ہے وہاں ٹیرینیڈاد، ڈچ گی آنا اور برٹش گی آنا اور گری ناڈا میں ہمارے مشن پائے جاتے ہیں۔

پس جس علامت کو منکرین خلافت کے سابق امیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی بناء پر مصلح موعود کے کاموں کی رو سے اس کی شناخت کے لئے ایک خاص علامت قرار دے چکے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی ذات میں بکمال وضاحت پوری ہو چکی ہے۔

مخالفین احمدیت کا اعتراف

یہ ایک ایسی نا قابل تر دید حقیقت ہے کہ احمدیت کے اشد ترین مخالف بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مثلاً مولوی ظفر علی خاں مرحوم نے ۱۹۳۲ء میں لکھا:۔

''یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوئیٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی (نعوذ باللہ۔ناقل) خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔''

(زمیندار ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

اور مصر کے اشد ترین مخالف اخبار الفتح کے ایڈیٹر نے ۱۳۵۱ ھ میں لکھا:۔

''میں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی۔ انہوں نے بذریعہ تحریر و تقریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے۔اور مشرق و مغرب کے مختلف ممالک و اقوام میں بصرفِ کثیر زر اپنے دعوے کو تقویت

پہنچائی ہے۔ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظّم کر کے زبردست حملہ کیا ہے۔اور ایشیا، یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ان کے اپنے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں لیکن تاثیرات و کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں ۔قادیانی لوگ بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پرحکمت باتیں ہیں۔۔۔۔۔جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت زا کارناموں کو دیکھے گا وہ حیران و ششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے جیسے کروڑوں مسلمان بھی نہیں کر سکے گا۔''

(الفتح ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ القاہرہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی اور مشرقی افریقہ میں عیسائیت اب جارحانہ اقدام سے ہٹ کر مدافعانہ صورت اختیار کر گئی ہے اور اسے اب اپنی شکست اور احمدیت کے غلبہ کا احساس ہو چکا ہے۔اس کے متعلق بشپوں اور مشہور شخصیتوں اور اخبار نویسوں کے بیانات الفضل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز دیکھیں تحریک جدید کے بیرونی مشن مرتبہ وکالت تبشیر ربوہ۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا کام اسی پسر موعود نے کیا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

''خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا، وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا۔اور **مظهر الحقّ و العلاء** ہو گا۔گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔''

(تحفہ گولڑیہ ۱۷)

منکرین خلافت کی پالیسی سے اختلاف

اللہ تعالیٰ نے تو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کی دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے بالکل خلاف منکرین خلافت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو پہنچانے کی جگہ اس کے سخت نقصان رسان ہونے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا کہ یورپ میں

''دوسرے فرقہ کی بحث کرنا میرے علم اور یقین میں اشاعت اسلام کے لئے سم قاتل ہے۔''

(پیغام صلح یکم مارچ ۱۹۱۴ء)

منکرین خلافت غیر ممالک میں بڑی سختی سے اسی پالیسی پر عمل کرتے رہے۔ پھر انہوں نے ۱۹۳۰ء میں مکرر یہ اعلان کیا کہ:۔

''ہم انگلستان میں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش سرِ دست ٹھیک نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے وہاں فرقہ بندی کا بازار گرم ہونے کا احتمال ہے۔۔۔۔ بلا شبہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کا وجود اور دعویٰ ووکنگ میں نہیں پیش کرتے۔''

(پیغام صلح ۲۳ جون ۱۹۳۰ء)

مگر اس پسر موعود نے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اس سے قومیں برکت پائیں گی۔ اور وہ مصلح موعود ہو گا۔ منکرین خلافت کی اس پالیسی کے بالکل خلاف یہ اعلان فرمایا:۔

''خدا کرے کہ میرے ہاتھ سے یہ فساد دور ہو جائے اور یہ فتنہ کی آگ بجھ جائے تا کہ وہ عظیم الشان کام جو خلیفہ کا فرض اول ہے یعنی کل دنیا میں اپنے مطاع کی صداقت کو پہنچائے اس کی طرف پوری توجہ کر سکوں۔
کاش میں اپنی موت سے پہلے دنیا کے دور دراز علاقوں میں صداقت

احمدیت روشن دیکھ لوں۔وما ذٰلک علی اللّٰہ ببعید۔''

(رسالہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ۱۱)

پھر فرمایا:۔

''اس وقت دشمن یہ کہہ رہا ہے کہ اب احمدیت گئی۔لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آگے سے بھی زیادہ اسے ترقی دے اور اسلام کے شیدا خوش ہو جائیں کہ اب خزاں کے بعد بہار آنے والی ہے۔اور مسیح موعود کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن آگئے ہیں۔خدا تعالیٰ اپنے مامور اور اس کے خلیفہ کی دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔اور ضرور اسلام کی مصیبت کو دور کر دے گا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے میرے دل میں ڈالا ہے کہ میں اب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص جدو جہد کروں۔''

(شکریہ اور اعلان ضروری صفحہ ۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منکرین خلافت کی اس پالیسی کے خلاف کہ غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دعویٰ کا ذکر نہ کیا جائے آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے اس وعدہ کو پورا کیا کہ:۔

''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔''

(تذکرہ ۱۹۱)

اسی طرح جس کے ذریعہ دعوت پہنچائی اس کے بارے میں جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ:۔

''زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی''

وہ بھی بڑی آب و تاب سے پوری فرمادی۔جس سے ظاہر ہو گیا کہ مصلح موعود

والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آپ ہی ہیں۔

تفصیل

جیسا کہ مندرجہ بالا اعلانوں سے ظاہر ہے۔منکرین خلافت کے اکابر نے تو غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور وجود باوجود کے ذکر سے بھی اجتناب ظاہر کیا اور وہاں کے لوگوں پر بالکل ہی خلاف حقیقت یہ اثر ڈالنے کے لئے اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے احمدیت کے ذکر کو اسلام کی اشاعت کیلئے سم قاتل بتا کر ممنوع قرار دے دیا۔لیکن ان کی پالیسی کے (جسے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی رد فرما چکے ہیں) خلاف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز نے تمام غیر ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور وجود باجود کے پیش کرنے کو بڑے شدومد اور پورے جوش وخروش سے اشاعت اسلام کے لئے نہایت ضروری اور اپنا فرض اولین قرار دیا۔جیسا کہ حضور کے ارشادات عالیہ مندرجہ بالا سے عیاں ہے۔

اہل نظر وانصاف تو دونوں طرف کے اعلانوں کو پڑھ کر ہی اصل حقیقت تک پہنچنے کا کھلا راستہ پا سکتے تھے۔لیکن بات اسی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ لعزیز نے اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور حضورؑ کے وجود باجود کو غیر ممالک میں پیش کرنا ضروری اور اپنا فرض اولین قرار دے کر اس کو انجام تک پہنچانے کا جو عزم بالجزم بذریعہ اعلان ظاہر فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا درست، صحیح اور اپنی مرضی کے مطابق ہونا اپنی فعلی شہادت سے ظاہر فرما دیا ہے۔یعنی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ

''تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔''

(تذکرہ ۱۴۵)

اور فرمایا تھا کہ:۔

''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔''

(تذکرہ ۱۹۱)

یہ وعدے اس نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ سے پورے فرما دیئے۔اور جس کے ذریعہ سے پورے فرمائے تھے اس کے بارہ میں جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔وہ بھی پوری فرمادی۔جس سے صرف یہ ثابت نہیں ہوا کہ جو طریقہ تبلیغ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اختیار فرمایا وہی درست،صحیح اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے بلکہ یہ امر زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کے مصلح موعود ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ فی الحقیقت آپ ہی ہیں کیونکہ زمین کے کناروں تک شہرت پانا بھی مصلح موعود کی شناخت والی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی تھی۔

حسد بہت بُری بلا ہے

یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مصلح موعود کے لئے یہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور یہ پوری بھی اس شان سے ہوئی ہے کہ منکرین کیلئے دم مارنے یعنی یہ کہنے کی ذرا سی بھی گنجائش نہیں رہی۔اس لئے سابق امیر منکرین خلافت نہ تو یہ کہہ سکے کہ مصلح موعود کے لئے زمین کے کناروں تک شہرت پانے کی کوئی پیشگوئی نہیں تھی۔اور نہ یہ کہہ سکے کہ جس کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا اس کے مصلح موعود ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔اس نے زمین کے کناروں تک شہرت نہیں پائی بلکہ اس قابل غور اور لائق قبول امر کو ٹال دینے کے لئے سابق امیر منکرین خلافت نے وہی عجیب وغریب طریقہ اختیار فرمایا جو آپ ایسے موقعوں پر اختیار فرمانے میں پوری مشق رکھتے تھے۔چنانچہ اس شہرت سے متعلق جو الہامی پیشگوئی میں بیان ہوئی ہے۔اس شہرت کو جسے اللہ تعالیٰ قدرت کا نشان قرار دیتا ہے اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور نشان قدرت سارے جہان کے سامنے پیش فرماتے ہیں۔اور مصلح موعود کی شناخت کا معیار قرار دیتے ہیں آپ نے لکھا:۔

”میاں صاحب کہتے ہیں کہ ان کی شہرت دنیا کے کناروں تک پھیل گئی

لیکن صرف شہرت تو باکسنگ کرنے والوں یعنی مکا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے دنیا کے کناروں تک ان کا نام پہنچ جاتا ہے۔ چارلی چپلن کی بھی دنیا میں شہرت ہے یہ تو کوئی فخر کا مقام نہیں۔''

(پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

اس شہرت کو جسے جناب مولوی صاحب مرحوم خود بھی مصلح موعود کی شناخت کے لئے ایک خاص معیار قرار دے چکے ہیں۔ اسی شہرت کو منہ کی ایک ہی پھونک سے اڑا دینے کے لئے کس شان استغنا و بے پروائی سے فرماتے ہیں۔ وہ شہرت تو باکسنگ کرنے یعنی مکا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے ایکٹروں ،ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے دنیا کے کناروں تک ان کا نام بھی پہنچ جاتا ہے۔ چارلی چپلن کی بھی دنیا میں شہرت ہے۔ یہ تو کوئی فخر کی بات نہیں۔شہرت کے متعلق مضمون کو ابتدا سے پڑھنے والوں میں سے بہت سے ناظرین حیران ہوں گے کہ یہ کیا فرمایا گیا ہے۔ ذکر تو تھا اس شہرت کا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً دی تھی۔ اور اس وقت دی تھی۔ جب کہ ابھی شہرت پانے والا پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ پھر یہ شہرت تو ایک عظیم الشان نشان قدرت کی پیشگوئی تھی۔اس شہرت کے ظہور میں آنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک محیر العقول و عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی یہ شہرت تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے پیدا ہوئی اس شہرت سے تو اسلام کا بول بالا ہوا۔ اس شہرت سے تو اسلام و احمدیت کی سچائی ظاہر ہوئی۔ پھر ایسی شہرت کے مقابلہ میں ان شہرتوں کو پیش کرنا جو مولوی صاحب موصوف سابق امیر منکرین خلافت نے پیش کی ہیں۔ کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا ان لوگوں میں سے بھی کسی کے شہرت پانے کی خبر اس کی پیدائش سے بھی پہلے کسی مامور من اللہ نے الہاماً دی تھی۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر ان لوگوں کی شہرتوں کا اس شہرت کے مقابلہ میں کیا ذکر جس کی خبر الہاماً دی گئی تھی۔ اور جس کے ظہور میں آجانے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوتی تھی۔

اگر شہرت ایسی ہی بے حقیقت چیز تھی جیسی کہ سابق امیر منکرین خلافت نے اپنی

پیش کردہ مثالوں کے ذریعہ سے ظاہر کرنی چاہی ہے۔ تو پھر آپ نے اسے مصلح موعود کی شناخت کے لئے خاص معیار کیوں قرار دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت آپ اپنے محسود محمود کے لئے ایسی عالمگیر شہرت کا پانا ناممکن خیال کرتے تھے۔ یا آپ اس شہرت کو اس وجہ سے کہ اس کی خبر قبل از وقت الہاماً دی گئی تھی۔ ان تمام شہرتوں سے جن کی خبر قبل از وقت الہاماً نہ دی گئی ہو۔ ایک بالکل ہی علیحدہ چیز سمجھتے تھے۔ جیسی کہ وہ درحقیقت ایک علیحدہ چیز ہے لیکن جب وہ الہامی شہرت اس وجود باجود کو بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مصلح موعود تھا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا تو آپ کو بجز اس کے چارہ کار کچھ نظر نہ آیا۔ کہ آپ الہامی و غیر الہامی کے فرق امتیاز کو پس پشت ڈال کر دونوں شہرتوں کو یکساں قرار دے دیں۔ تا الہامی شہرت بھی عام نظروں میں ویسی ہی ہو جائے جیسی کہ غیر الہامی شہرتیں۔

اور سابق امیر منکرین خلافت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پانے کو مصلح موعود کی شناخت کا معیار قرار دے چکے ہیں۔ لیکن جب حق بحقدار رسید یعنی زمین کے کناروں تک پہنچنے والی شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کے لئے مقدر تھی وہ اسے عطا فرما دی گئی تو آپ بجائے ''محمود'' کو مصلح موعود تسلیم کر لینے کے مخالفت میں اور بھی ترقی کر گئے اور اسی شہرت کو جسے ''مصلح موعود'' کی شناخت کے لئے ایک خاص معیار قرار دے چکے تھے۔ ایک حقیر و بے حقیقت چیز ظاہر کرنے کے لئے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی شہرتوں کو مثالاً پیش کرنے بیٹھ گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

پانچویں دلیل

علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

یہ علامت کہ پسر موعود علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ ایک ایسی علامت ہے۔ جو بغیر تائید الٰہی کسی میں نہیں پائی جاسکتی۔ اور کوئی اس کو اپنی ذات میں ازراہ کذب و فریب

ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اول فضیلت اور کمال کسی ولی کا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ ہے:۔

''کہ علم قرآن اس کو عطا کیا جائے۔۔۔۔۔وہ (اللہ تعالیٰ) آپ فرماتا ہے۔کہ میں جس کو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں۔اور نیز فرماتا ہے کہ جس کو چاہتا ہوں علمِ قرآن دیتا ہوں اور جس کو علمِ قرآن دیا گیا اس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ۳۶۳)

اور اشتہار ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں۔کہ معارف علم قرآن صرف راستباز بندوں کو دیا جاتا ہے۔ان کے غیر کو نہیں دیا جاتا۔اور فرماتے ہیں:۔

''بموجب آیت لا یمسّہ الاّ المطھّرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے لیکن صرف دعویٰ قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہوسکتا ہے۔اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔''

(اشتہار بنام پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اور سابق امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی مرحوم بھی لکھتے ہیں کہ:۔

''قرآن مجید کو صرف وہی چھوسکیں گے جو پاک ہیں۔اور اس سے دونوں باتیں اخذ ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کو بھی چاہیئے کہ قرآن مجید کو طہارت کی حالت میں چھوئے اور دوسرے یہ کہ اس کے مضامین عالیہ تک رسائی انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ یہ مطہرین کے قرآن شریف تک پہنچنے کے دو رنگ ہیں ایک ظاہری ایک باطنی۔''

(بیان القرآن صفحہ ۳۲۸۶،نوٹ)

اور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے قرآن مجید کے معارف بیان کرنے میں مقابلے کے لئے مخالفین کو نہ ایک بار بلکہ بار بار چیلنج کیا۔اور بار

بار بلایا۔

۱۹۲۵ء میں علماء دیو بند کو مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:۔

’’اگر حقائق معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اور اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں۔تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں ۔اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔اگر ان میں ہمت و جرات ہے تو مقابلہ پر آئیں۔‘‘

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۲) پھر حضورؓ نے ۸ اپریل ۱۹۳۴ء کو لائیلپور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل

’’مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا اور کسی مذہب کا پیرو کار ہو۔قرآن مجید پر جو چاہے اعتراض کرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس قرآن سے ہی اس کو جواب دوں گا۔میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن مجید میرے مقابل میں لکھو۔حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں۔مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔۔۔۔میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا۔‘‘ (تبلیغ حق ۶۵)

(۳) پھر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تفسیر کا کام میرا ہے یا اس کا جو مجھ سے ہوا۔اور اس طرح یہ دروازہ اپنی جماعت کے لئے بھی کھلا رکھا ہے:۔

’’اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام

پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو اور مجھے نہ بتاؤ پھر میرے مقابل پر آ کر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر مگر کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ سامنے آئے۔''

(الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۴) پھر آپ نے ۱۹۴۴ء میں اپنے آپ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار دینے کے بعد دہلی کے جلسہ عام میں فرمایا:۔

''میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔''

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق کہ مصلح موعود کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کو علوم ظاہری و باطنی سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دروازہ آپ پر کھول دیا۔

سیاسی مسائل میں رہنمائی

اس کے علاوہ آپ نے اہم سیاسی مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ مسجد کانپور کا واقعہ۔ بزرگوں کی توہین اور ملکی قانون۔ مطالبہ آزادی کی تحریک۔ ترکوں سے اظہار ہمدردی۔ تحریک ہجرت تحریک عدم تعاون۔ ملکانہ شدھی کی تحریک وغیرہ مسائل میں مسلمانوں کی نہایت صحیح رنگ میں مدبرانہ رہنمائی فرمائی۔

پھر دو قوموں کا تصور جس پر بقول قائداعظم محمد علی جناح مرحوم پاکستان بنا [1]

[1] قائداعظم مرحوم نے رائٹر کے نمائندے سے ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کہا:۔'' دو قوموں کا تصور درحقیقت ایک نظریہ نہیں بالکل واضح حقیقت ہے ہندوستان کی تقسیم اس حقیقت کی بناء پر ہوئی ہے۔'' شمس

آپ نے نہایت شد و مد سے پیش کیا۔سائمن کمشن کے سامنے جدا گانہ انتخاب کے متعلق مطالبہ پیش کرنے کا مشورہ دیا۔اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس شملہ اور اس کے بعد بھی جدا گانہ انتخاب کے لئے زور دیا اور اپنی کتاب ''مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ'' میں تحریر فرمایا:۔

''مسلمانوں کے سامنے مذہب اور قومیت کا سوال ہے یہاں دو مختلف قومیں اور زبردست قومیں بستی ہیں۔جن کے مذہب الگ ہیں۔اور جن کے تمدن کے اصول الگ ہیں پس ایک مستقل اکثریت کے مقابلے میں ایک مستقل اقلیت بن کر رہنے کے لئے وہ کس طرح تیار ہو سکتے ہیں۔جب تک کہ ان کے حقوق کی حفاظت کا انتظام نہ ہو جائے۔''

(صفحہ۹۸)

مولفات

آپ نے مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی رہنمائی کے لئے جو کتابیں تصنیف فرمائیں ان پر مسلمانوں کے معزز اور فہیم طبقہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔اور کھلے لفظوں میں آپ کی خدمات کو سراہا۔اس سلسلہ میں آپ کی تالیفات ترک موالات اور احکام اسلام۔نہرو روپورٹ پر تبصرہ۔معاہدہ ترکیہ۔ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل۔رونڈٹیبل کانفرنس اور مسلمان اور ہندو مسلم فسادات وغیرہ مسلم اور غیر مسلم سیاست دانوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

مثلاً ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل ''پڑھ'' کر سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ایم۔ایل اے مرحوم نے لکھا:۔

''میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ان میں کتاب'' ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل'' بہترین تصانیف میں سے ہے۔''

ڈاکٹر اقبالؔ مرحوم نے لکھا:۔

''نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے۔''

اور مدیر روز نامہ سیاست لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا:۔

''آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطہ نگاہ پیش کرنے۔مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے۔''

انگریزی سیاست دانوں نے بھی آپ کی تصنیف قابل قدر سمجھی اور اس کی تعریف کی ہے۔مثلاً مسٹر لیو پولڈ ایمری نے جو بعد میں وزیر ہند کے عہدہ پر بھی فائز رہے تھے۔اسی کتاب سے متعلق لکھا کہ:۔

''میں نے اس کتاب کو بہت دلچسپی سے پڑھا ہے اور میں اس روح کو جس کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔اور نیز اس محققانہ قابلیت کو جس کے ساتھ ان سیاسی مسائل کو حل کیا گیا ہے نہایت قدر سے دیکھتا ہوں۔''

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے ان کتب میں نہایت عمدگی سے سیاسی ہنمائی فرمائی ہے اور آپ سیاسی گھتیوں کو سلجھانے میں ایک کامیاب رہنما ثابت ہوئے۔اور آپ کی ظاہری علوم اور سیاست کے بڑے بڑے مدبر اور سیاست دان قائل ہوئے۔

اسلامی دقیق مسائل کا حل

پھر آپ نے اسلام کے ان مسائل کو جو نہایت دقیق پیچیدہ اور مشکل خیال کئے جاتے تھے اپنی تحریروں اور تقریروں میں ایسے مفصل اور مدلل انداز سے پیش کیا کہ وہ عام فہم مسائل نظر آنے لگے۔اس ضمن میں آپ کی کتب دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ملائکۃ اللہ۔تقدیر الہٰی اور حقیقۃ الرویا وغیرہ قابل دید ہیں۔

ان مشکل ترین مسائل کو جس عام فہم اسلوب میں آپ نے بیان فرما دیا ہے دوسری کتب میں اس کی تلاش بے سود ہے۔

اس زمانے کے شہرہ آفاق مصنف علامہ شیخ محمد عبدہ مفتی دیارمصریہ کا رسالہ التوحید جو بحث عقائد پر مشتمل ہے پڑھا جائے اور پھر حضرت مصلح موعود میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے لیکچر دلائل ہستی باری تعالیٰ کا مطالبہ کیا جائے تو دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

پھر حضور نے اخلاق پر قلم اٹھایا۔تو ایسے رنگ میں کہ امام غزالیؒ کی کتابوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔آپ کی تالیف منہاج الطالبین وغیرہ اس کا زندہ ثبوت ہیں۔

تاریخی مسائل پر بحث کی تو اس شان بے نظیری سے جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جو اختلاف رونما ہوا وہ اسلامی تاریخ کا ایک مشکل ترین باب ہے آپ کے بیان نے ایسی خوبی وخوش اسلوبی سے صاف اور حل فرما دیا کہ تاریخ اسلامی کے سکالر اور پروفیسر حیران و ششدر رہ گئے چنانچہ اسلامیہ کالج کے سابق پروفیسر سید عبدالقادر مرحوم نے حضور کے اس مضمون سے متعلق جو ''اسلام میں اختلاف کا آغاز'' کے نام سے شائع ہوا ہے لکھا تھا:۔

> ''ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گذرا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد کی جس قدر اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔اسی قدر یہ مضمون سبق آموز اور قابل قدر ہوگا۔''

روحانی علوم

پھر آپ کی تالیفات عرفان الٰہی۔ذکر الٰہی اور تعلق باللہ وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جنہیں پڑھ کر انسان پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔اور اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف پرواز کر رہا ہے۔

علم کلام

پھر آپ نے اسلام کا دیگر ادیان پر دلائل و براہین کی رو سے غلبہ ظاہر کرنے کے لئے جو کتب تحریر فرمائیں وہ آپ ہی اپنی نظیر ہیں ان میں سے احمدیتؑ یعنی حقیقی اسلام۔ تحفہ لارڈ ارون۔ تحفہ شہزادہ ویلز اور دیباچہ تفسیر القرآن وغیرہ ایسی کتابیں ہیں۔ جن میں آپ نے اسلام اور دیگر مذاہب کے معتقدات اور تعلیم کا مقابلہ کر کے اسلامی معتقدات اور اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت ظاہر فرمائی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ وہ کامل مذہب جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کو پا سکتا ہے۔ صرف اسلام ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اصل علم جو قرآن مجید کا علم ہے آپ کو اتنا کثیر عطا فرمایا جس کا فی زمانہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن مجید کے ایسے ایسے معارف اور حقائق ظاہر فرمائے ہیں جو پہلی تفسیروں میں نہیں پائے جاتے۔ آپ تفسیر کبیر کے نام سے قرآن شریف کی جو تفسیر تحریر فرما رہے ہیں۔ جس کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ساتویں زیر طبع ہے اس کو پڑھنے والا بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو یہ خوشخبری دی تھی کہ پسر موعود کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی بلفظہا پوری ہوئی۔

اس وقت تک آپ کی مولفات ایک سو سے زائد چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کہ مصلح موعود ظاہری و باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ مہر نیمروز کی مانند واضح اور راشن طور پر پوری ہو چکی ہے۔ ایسے صاف روشن اور درخشاں نشان کو دیکھ کر بھی انکار کرنے والے کے لئے اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

چھٹی دلیل

یُشَابِہٗ اَبَاہٗ

حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یَتزوّجُ ویُولَدُلَہٗ کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو ایک ایسا صالح فرزند عطا کرے گا۔ جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا۔ اور ایک مشہور ولی حضرت نعمت اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ اس کا جانشین ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:۔

''ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ **مظھر الحقّ والعلاء کانّ اللّٰہ نزل من السّماء۔**''

(ازالہ اوہام طبع اول ۶۳۵)

اس الہام کے الفاظ سوائے پہلے دو جملوں کے وہی ہیں۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود سے متعلق درج ہیں۔ اور سبز اشتہار میں اولوالعزم ہونا اس لڑکے کی صفت قرار دی گئی ہے جس کا نام محمود اور دوسرا بشیر ہے۔ جو مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔

اور حضرت اقدس نے ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو اپنے خط میں جو حضرت خلیفہ اول کے نام تھا یہ لکھا:۔

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا
چنانچہ فرمایا کہ
ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمود

ہے۔جس کی نسبت فرمایا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔**یخلق اللّٰہ ما یشاء۔**''

(تذکرہ ۱۷۰)

پس حدیث اور الہامات مسیح موعود علیہ السلام سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ یہاں تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر کئی امور میں اس کو آپ سے خاص مشابہت ہوگی۔

(۱) مثلاً دعوے کے لحاظ سے دیکھیں تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعوی ۱۸۸۹ء میں کیا تو آپ کی عمر ۵۵ سال کی تھی۔اور جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مصلح موعود ہونے کا دعوی ۱۹۴۴ء میں کیا تو آپ کی عمر بھی ۵۵ سال کو پہنچ چکی تھی۔

(۲) پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پورے یقین اور ایمان اور استقامت کے ساتھ لوگوں تک امر حق پہنچایا اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود نے بھی تبلیغ حق کے سلسلہ میں یقین اور ایمان اور استقامت سے کام کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے۔کہ اگر چہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنی راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔اگر پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں فتح یاب ہوں گا۔''

(انوارالاسلام)

حضرت پسر موعود سلمہ اللہ الودود نے اپنے مقدس باپ کی مبارک نعش کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ:۔

''اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو

میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔''

(بحوالہ الحکم خلافت جوبلی نمبر صفحہ ۱۱)

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔ ؎

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

اور حضرت مصلح موعود سے متعلق فرمایا۔ ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہ رسولوں نے اس کے دور پر ناز کیا۔اور حضرت مصلح موعود کے لئے ''فخر رسل'' کے الفاظ ہیں۔اور رسولوں کے ناز وفخر کے ذکر سے اس طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے۔کہ گذشتہ رسولوں کی قوموں کو جو اپنے اپنے رسولوں کی اصل تعلیم یعنی توحید کو چھوڑ کر قسما قسم کے شرک میں مبتلا ہو چکی ہوں گی۔مسیح موعود اور مصلح موعود از سر نو توحید کی تعلیم پہنچائیں گے۔اور وہ قومیں ان کی تبلیغ سے فائدہ اٹھا کر توحید کی قائل ہو جائیں گی۔یہ وجہ ہے کہ گذشتہ رسولوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے موعود پسر حضرت مصلح موعود پر ناز وفخر کرنے کی۔

اور گذشتہ رسولوں کی قوموں کو دونوں مقدسوں کا اسلام کی طرف بلانا اور پھر اس شان سے بلانا جس کی نظیر سارے عالم میں کہیں پائی نہیں جاتی۔اظہر من الشّمس ہے اور اس سے دونوں مقدس وجودوں میں بوجہ احسن مشابہت ثابت ہے۔

(۴) پھر جیسے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں یہ وعدہ کیا کہ:۔

''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔''

ویسے ہی مصلح موعود سے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔''

(۵) پھر جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیا اسی رنگ میں مصلح موعود نے بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔

(۱) اگر آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۲) اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۳) اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

(۴) اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ از پیش وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ان میں سے کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔''

(اربعین صفحہ ۳،۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ سے بھی کئی آسمانی نشان اور اسرار غیبیہ ظاہر کئے۔ اور قبولیت دعا اور قرآنی نکات اور معارف بیان کرنے کا نشان عطا فرمایا۔

آپ نے الہام اور اسرار غیبیہ سے متعلق بہائیوں کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا:۔

''حضرت مسیح موعود کے اظلال میں سے ایک میں ہوں کہ مجھ پر خدا نے ایسے کلام نازل کئے جو وقت پر پورے ہوئے۔ اور آج بھی میں کہتا ہوں۔ لاؤ میرے مقابلے میں عبدالبہاء کے خلیفہ کو اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کس کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔''

(الفضل ۲۵، ۲۹ اپریل ۱۹۲۴ء)

پھر آپ نے تمام مخالفین اسلام کو چیلنج کرتے ہوئے بطور اتمام حجت قبولیت دعا کے نشان سے متعلق فرمایا:۔

''میں مسیح موعود کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آگے آکر ہم سے مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ میں ٹھیر نہیں سکتا ۔کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے۔جبکہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں۔اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو آئے اور آزمائے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔اگر کوئی ایسے لوگ ہیں۔جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں ان کے ساتھ جو خدا کو تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی تو وہ مقابلہ میں خود ان کی تائید کرے گا۔ایک کمزور اور ناتواں انسان اپنے پیاروں کو دکھ تکلیف میں دیکھ کر جس قدر اسکی طاقت اور ہمت ہوتی ہے مدد کرتا ہے۔تو کیا انہوں نے اپنے خدا کو ایک کمزور انسان سے بھی کمزور سمجھ رکھا ہے۔ جو ان کی مدد نہیں کرے گا اگر نہیں تو میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ مقابلہ پر آئیں تا کہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے۔اور کس کی دعا سنتا ہے۔آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کے لئے کھڑا کریں۔لیکن اس کیلئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہدے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی فرقہ یا مذہب کے قائمقام ہوں۔اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری دعا قبول ہوگی افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے

ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کیلئے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہو گی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرات ہی نہ رہے گی۔''

(زندہ مذہب صفحہ۲۹)

پھر جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم معارف قرآن مجید دیئے جانے کا دعوی کیا اور قرآن مجید کے معارف بیان کرنے کے لئے کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔

ویسے ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے بھی قرآن مجید کے نئے معارف بیان کرنے کیلئے چیلنج دیا۔ مگر کسی کو وہ چیلنج قبول کرنے کا یارا نہ ہوا۔ چنانچہ ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء کو آپ نے مصلح موعود کا اعلان کرنے کے بعد دہلی کے جلسہ میں معارف قرآنیہ کے متعلق اپنے چیلنج کو دہراتے ہوئے فرمایا:۔

''کہ اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔''

اور اس طرح آپ حدیث یتزوّج و یُو لدلہٗ اور الہام مسیح موعود علیہ السلام کے کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ حقیقی مصداق ہو کر پیشگوئی مصلح موعود کے پورا کرنے والے ٹھہرے۔

ساتویں دلیل

مصلح موعود ہونے کا دعویٰ

اختلاف کے ابتدائی دنوں میں منکرین خلافت کے اکابر نے کہا تھا کہ ہمیں تو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے موعود لڑکا ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ اگر وہ خود اس کا دعوی کریں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین مرحوم نے اپنی کتاب اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہؑ کے اسباب کے صفحہ ۳۷ میں حلفیہ بیان کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا:۔

''کم از کم میں اپنے متعلق فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا کہ میں حضرت میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کچھ لکھوں۔ یا میں قبول کرلوں گا یا میں دعاؤں میں لگ جاؤں گا۔ بہرحال میں خاموش ہو جاؤں گا۔ اگر وہ مصلح موعود ہیں تو پھر وہ حلفاً یہ بیان کریں کہ آیا الہاماً ان کو اطلاع ملی کہ وہ وہی فرزند ہیں جس کا اشارہ سبز اشتہار میں ہے۔''

حاضرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ منکرین خلافت بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے وہی پسر موعود اور مصلح موعود ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سراج منیر اور تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی میں سبز اشتہار کے حوالہ سے ہی تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس کے مطابق محمود میرا بیٹا پیدا ہوا۔ گو سلسلہ کے رسائل اور اخبارات میں ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۴۴ء تک بہت سے مضامین اس موضوع پر لکھے گئے کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ مگر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس وقت تک مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان نہیں کیا جب تک کہ آپ پر بذریعہ رویا و الہام اس حقیقت کا انکشاف نہ ہو گیا۔ اور آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ الفاظ کہ **انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ** جاری نہ کر دیئے اور مصلح موعود کی سب سے بڑی علامت یہی تھی۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور حسن و احسان میں حضور کا نظیر ہوگا اس رویا کے بعد آپ نے نہ ایک بار بلکہ بار بار حلفاً بیان فرمایا۔ کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ چنانچہ آپ نے جلسہ ہوشیار پور میں فرمایا:۔

''میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔''

(الفضل ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء)

پھر آپ نے لاہور کے جلسہ سالانہ میں فرمایا:۔

''میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے بھی بچ نہیں سکتا۔کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں نمبر ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمدؓ صاحب ایڈوکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔''

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

اس کے علاوہ حضور نے لدھیانہ کے جلسہ سالانہ میں بھی حلفیہ اعلان فرمایا۔کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔جب حضور نے یہ اعلام الٰہی انکشاف تام کے بعد حلفیہ یہ اعلان فرمایا تھا کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔تو تقویٰ شعاری اور خدا ترسی کا تقاضا یہی تھا کہ منکرین خلافت انّا کنّا خاطین کہہ کر آپ کو قبول کر لیتے۔مگر ان میں سے چند ہی سعادتمندوں کو یہ توفیق ملی۔مگر جن کے دل آتش بغض وحسد سے مشتعل تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ مخالف ہو گئے اور انہوں نے اس معاملہ میں ان لوگوں کی تقلید پسند کی جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلمّا جاء ھم ما عرفوا کفروبہٖ۔

آٹھویں دلیل

فضلِ عمرؒ

سبز اشتہار میں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر بھی ہے۔اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔''

مصلح موعود کا فضل عمر نام رکھے جانے میں ایک تو اس طرف اشارہ تھا کہ وہ نہ

صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہو گا بلکہ جیسا کہ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے دوسرے خلیفہ تھے ویسے ہی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ ہوگا۔اوراس کے درمیان اور حضرت عمرؓ کے درمیان غیر معمولی مشابہت اور مماثلت ہو گی۔اور اس لحاظ سے بھی وہ اپنے باپ مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہو گا۔جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مسیح اور عیسیٰ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام سے غیر معمولی مشابہت و مماثلت کی وجہ سے رکھا گیا۔ اسی طرح مصلح موعود کو فضل عمر کا نام بھی حضرت عمرؓ سے غیر معمولی مشابہت کی وجہ سے دیا گیا۔

مولوی سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مربی سلسلہ احمدیہؑ نے اپنے ایک رسالہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے درمیان چالیس مشابہتوں کا ذکر کیا ہے۔جن میں سے میں چند مماثلتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے متعلق احادیث میں آنحضرت ﷺ کے صریح ارشادات پائے جاتے ہیں ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں حضرت سیدنا محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی خلافت سے متعلق بھی صریح ارشادات پائے جاتے ہیں۔چنانچہ سبز اشتہار میں انزال رحمت کا دوسرا طریق ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء کا ذکر کر کے حضورؑ فرماتے ہیں کہ اس دوسری قسم رحمت کی

> ''تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔۔۔۔جس کا نام محمود بھی ہے۔وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔''

(سبز اشتہار طبع پنجم ۲۶)

جس کا یہ صاف مطلب ہے کہ وہ جماعت کا امام ہو گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔اور حضرت عمرؓ کی طرح خلیفہ ثانی ہوگا۔

(۲) جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رویا وکشوف اور الہام کی نعمت سے نوازا تھا (بخاری جلد۲ صفحہ ۱۸۱ تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۵ مطبوعہ کانپور) اسی طرح حضرت بشیر ثانی محمود فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے رویا وکشوف اور الہام کی نعمت سے مشرف فرمایا۔حضور تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۱۶ میں فرماتے ہیں:۔

’’ہم لوگوں نے بھی وحی الٰہی کا مزہ چکھا ہے۔اور راقم حروف بھی سینکڑوں بار اس کا تجربہ اور مشاہدہ کر چکا ہے۔‘

تحفہ لارڈ ارون میں آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے رویا اور الہامات سے حصہ پایا ہے اور سینکڑوں امور قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائے ہیں جو اپنے وقت پر جا کر پورے ہوئے حالانکہ اس سے پہلے سامان ان امور کے وجود میں آنے کے بالکل مخالف تھے۔‘‘

(تحفہ لارڈ ارون اردو صفحہ ۲۶ مطبوعہ ۱۹۳۱ء)

(۳) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیرونی ممالک میں اسلام کی غیر معمولی اشاعت اور ترقی ہوئی۔اسی طرح ’’مصلح موعود‘‘ فضل عمر کے عہد خلافت میں بھی اسلام کی غیر معمولی اشاعت ہوئی اور تبلیغ اسلام کے مختلف ممالک میں مراکز قائم کئے گئے۔تفصیل کیلئے دیکھو رسالہ ’’تحریک جدید کے بیرونی مشن‘‘۔اس میں بیرونی تبلیغی مراکز کی تعداد ۴۳۷ بتائی گئی ہے۔کئی نومسلم مبلغ بھی بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔

(۴) جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ’’کلام اللہ‘‘ قرآن کریم سے غیر معمولی تعلق تھا۔یہاں تک کہ متعدد آیات قرآنی آپ کے منشاء کے موافق نازل ہوئیں (مسند امام احمدؒ بن حنبل جلد ا صفحہ ۳۷ مطبوعہ بمبئی) اسی طرح حضرت فضل عمر مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو بھی قرآن مجید اور اس کی تفسیر سے غیر معمولی تعلق ہے۔اور آپ نے قرآن مجید کے علوم کی اشاعت کے لئے جو جدو جہد فرمائی ہے اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔آپ نے انگریزی، جرمن، روسی، پرتگالی، سواحیلی، اطالوی، ہسپانوی، ڈچ، انڈونیشین، فرانسیسی، اردو، ہندی، گورمکھی وغیرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کروائے۔جن میں سے بعض چھپ چکے ہیں اور بعض زیر طبع ہیں۔تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ ’’تحریک جدید کے بیرونی مشن۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کا خاص علم بخشا ہے اور کوئی نہیں جو قرآن مجید کے معارف بیان کرنے اور اس کی تفسیر کرنے میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔آپ فرماتے ہیں:۔

’’قرآن کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ

نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۸۳ تفسیر سورۃ الفجر)

اور فرماتے ہیں:۔

’’خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے مجھے ایک دفعہ ایک فرشتہ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اس وقت سے لیکر اس وقت تک سورہ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں۔‘‘

(احمدیت کا پیغام اردو صفحہ ۱۱)

اور فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے رویا میں بتایا کہ مجھے اس کی طرف سے قرآن کا علم عطا کیا گیا ہے۔۔۔۔سو آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں ۲۰۔۲۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کو کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو۔خواہ وہ منطق کا ماہر ہو۔خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔‘‘

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

(۵) جس طرح حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کی توسیع کے علاوہ کثرت سے نئی مساجد تعمیر کی گئیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷)

اسی طرح حضرت ’’فضل عمر‘‘ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے عہد خلافت میں قادیان کی مسجد اقصیٰ کی توسیع کے علاوہ سینکڑوں نئی مساجد تعمیر کی گئیں۔انگلستان، ہمبرگ، ہیگ، شکاگو، واشنگٹن، ڈیٹن، گولڈکوسٹ، نائیجیریا، سیرالیون،

نیروبی،انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں بیسیوں مساجد تعمیر کی گئیں اور مدارس قائم کئے گئے۔تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ (تحریک جدید کے بیرونی مشن)

(۶)جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن ہجری کا اجراء فرمایا تھا(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳) اسی طرح حضرت فضل عمر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے ہجری شمسی سن کا اجراء فرمایا۔

(۷)اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں نئی زمینیں اور نئے شہر گاؤں آباد کر کے زراعت کو ترقی دی گئی تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷) اسی طرح حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے ایام میں سندھ وغیرہ میں بہت سی نئی زمینیں آباد کر کے نئے گاؤں اور شہر تعمیر کرائے جن کی آمدنی سے تبلیغ اسلام واشاعت تراجم قرآن کے کام کو وسعت دی جارہی ہے۔

(۸)جس طرح حضرت عمرؓ پر ایک دشمن نے جو غیر مسلم تھا۔مدینہ منورہ کی جامع مسجد میں بدھ کے روز تیز دھار خنجر سے حملہ کیا تھا۔(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵،۹۷) اور حملہ کرنے والا پکڑا گیا تھا۔اور اپنی کیفر کردار کو پہنچا اسی طرح حضرت فضل عمر پر بھی ایک غیر احمدی نے جامع مسجد ربوہ میں بدھ کے روز ایک تیز دھار چاقو سے حملہ کیا۔اور پکڑا گیا۔اور عدالت سے اسے سزا ہوئی۔

(۹)جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نظام اسلام کو محکم اور مضبوط کرنے کے لئے مختلف محکمے،شعبے اور دفاتر مثل بیت المال افتاء قضاء وغیرہ قائم فرمائے۔(تاریخ الخلفاء ۹۷) اور کارکنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں (الفاروق جلد ۲ صفحہ ۱۹) اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود نے استحکام نظام جماعت کے لئے مختلف شعبے اور صیغے اور نظارتیں بیت المال ،قضا،اصلاح و ارشاد،تعمیر،ضیافت،تصنیف،تعلیم وتربیت اور امور عامہ وغیرہ قائم فرمائے اور کارکنوں کی تنخواہیں اور الاؤنس مقرر فرمائے۔

(۱۰)اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہم امور پر غور وفکر کے واسطے ''مجلس شوریٰ'' منعقد فرمایا کرتے تھے۔(الفاروق جلد ۲ صفحہ ۱۰) اور اپنے زخمی ہونے کے بعد انتخاب خلیفہ کیلئے بھی آپ نے ایک مجلس بنادی تھی۔(مسند احمد جلد ا صفحہ ۴۳ و تاریخ الخلفاء

صفحہ۹۴، ۹۵) اسی طرح حضرت محمود فضل عمر ایدہ اللہ نے بھی جماعت کے تمام اہم کاموں میں مشورہ حاصل کرنے کیلئے مجلس شوریٰ کا تقرر فرما رکھا ہے۔اور آئندہ انتخاب خلیفہ کے لئے بھی ایک مجلس مقرر فرمادی ہے اور اس کے لئے ضروری ہدایات بھی بیان فرمادی ہیں۔

الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے درمیان اس قسم کی غیر معمولی مشابہتوں اور مماثلتوں کا پایا جانا اس بات کی بین دلیل ہے۔کہ آپ ہی فضل عمر نام کے مصداق ہیں۔اور آپ ہی مصلح موعود ہیں۔

مصلح موعود کا ایک نام الہام میں فضل رکھا گیا۔یعنی آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہوگا کہ آپ کا نام ہی فضل رکھ دیا۔اور پھر دوسرے الہام میں فضل عمر نام ظاہر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ جو فضل اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا تھا۔اور جو نعمتیں آپ کو عطا ہوئیں ویسا ہی فضل اور وہی نعمتیں مصلح موعود کو بھی عطا کی جائیں گی۔

ایک اعتراض کا جواب

میں بالآخر اس موقع پر منکرین خلافت کے ایک اعتراض کا جواب دے دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔صدر منکرین خلافت نے لکھا ہے:۔

”کہ اہل اللہ نے ہمیشہ اپنی زندگی کے متعلق بحوالہ آیت **ولقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون** یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ ان کی زندگیاں بے داغ ہیں۔ان کے کیریکٹر پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔بدقسمتی سے میاں صاحب کے اپنے مریدوں نے جنہوں نے ان کو نزدیک سے دیکھا ہے ان کی زندگی پر اعتراض کیا ہے ان کے نزدیک وہ داغدار ہیں۔“

”پس جس شخص کا کیریکٹر ہی درست نہیں اس کا خدا سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔۔۔۔جب دین میں کیریکٹر کی ایک ادنیٰ لغزش انسان کو ناقابل اعتبار ٹھیرا دیتی ہے تو جہاں ایک شخص کے متعلق ایک ایسی صدا اٹھے جو گناہ کبیرہ کی گونج اپنے اندر رکھتی ہو۔اس پر کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔یہاں

تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا یک قلم اس کو روحانی میدان سے خارج کر دے گی۔''

(خطاب بہ اہل ربوہ نمبر۲ صفحہ ۱۴۔۱۹)

یہ ہے وہ اعتراض جو منکرین خلافت کے امیر وصدر نائب صدر نے کیا ہے کہ آپ کے کیریکٹر کا نعوذ باللہ داغدار ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ آپ مصلح موعود نہیں ہیں۔ لیکن حد سے بڑھے ہوئے بغض وعناد نے ان میں سے کسی کو بھی یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا۔ کہ آیت شریفہ **فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلاتعقلون** سے تو انبیاء کا اپنے دعوے سے پہلے کی زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کرنا ظاہر ہوتا ہے نہ کہ دعوے کے بعد زندگی کو۔ کون نہیں جانتا کہ مدعی کے دعوے کے بعد کی زندگی پر تو ان میں سے بھی کچھ نہ کچھ ضرور معترض ہوئے ہیں جو اس کے دعوے سے پہلے کی زندگی کو مقدس ومطہر مان چکے تھے۔ اور انہوں نے مدعی صادق پر قسما قسم کے بہتان باندھے۔ اور اتہام لگائے۔ چنانچہ تمام اہل اللہ کے سردار اور سب سے برتر و افضل سیدنا محمد ﷺ کو بھی یہی واقعہ پیش آیا ہے آپ کے دعوے سے پہلے جو لوگ آپ کو ہر لحاظ سے نیک، پاک اور مقدس سمجھتے اور ظاہر کرتے تھے۔ ان میں ے بہت نے دعوے کے بعد آپ کے خلاف زبان درازی کی اتہام سازی اور بہتان طرازی کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ قرآن شریف کی کئی آیات میں یہ ذکر آتا ہے۔ انہیں میں سے ایک آیت یہ ہے:۔

''وَ عَجِبُوْا اَنْ جَآ ءَ هُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ O (ص عٰ)

اور وہ تعجب کرتے ہیں کہ ان کے پاس انہی کی قوم میں سے ہوشیار کرنے والا آ گیا اور کافروں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ تو ایک فریبی اور بڑا جھوٹا ہے۔''

اس آیت کے الفاظ سَاحِرٌ كَذَّابٌ جو کفار ناہنجار نے آنحضرت ﷺ کی شان میں استعمال کئے تھے۔ بے شمار عیوب و نقائص پر حاوی ہیں۔ خصوصاً آیت فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ میں آپؐ کے صادق ہونے کا اظہار کیا

گیا تھا۔اور کافروں نے جو آپ کو صدوق اور امین کہتے تھے آپ کے دعوے کے بعد آپ کو نعوذ باللہ کذاب قرار دیا۔

پس اس لحاظ سے لائق غور یہ امر ہے کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ لودود کی نسبت اختلاف سے قبل منکرین خلافت کی رائے کیا تھی اور وہ حضور کی پاکیزگی و تقدس سے متعلق کیا سمجھتے اور ظاہر کرتے تھے۔اس کے اظہار کی غرض سے چند اقتباس ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سابق امیر منکرین خلافت نے ۱۹۰۶ء میں آپ کی ہمدردی دین اور حمایت اسلام کو خارق عادت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

''وہ سیاہ دل لوگ جو مرزا صاحبؑ کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔جھوٹ تو ایک گند ہے۔پس اس کا اثر تو یہ چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا مبارک اور نورانی جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔''

(ریویو آف ریلیجیز مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۸)

اور مولوی محمد احسن امروہوی مرحوم نے تو ۱۹۱۱ء میں یہ اعلان بھی کر دیا کہ آپ ہی الہام **انّا نبشّرک بغلا مٍ مظھر الحقّ والعلاء** الخ اور حدیث **یتزوّج و یُولدلہٗ** کے (یعنی مسیح موعود کے ہاں ولد صالح اور عظیم الشان پیدا ہونے کی پیشگوئی کے۔ناقل) مصداق ہیں۔اور یہ کہ:۔

''انہوں (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب۔ناقل) نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی۔(الہام وہ جلد بڑھے گا کی طرف اشارہ ہے۔ناقل) اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کا نام محمود احمدؐ سبز اشتہار میں موجود ہے۔''

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

پھر اختلاف سے پہلے ہی نہیں بلکہ ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے پندرہ دن بعد بھی جب

کہ دل ابھی پوری طرح سخت نہیں ہوئے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پاکیزگی روح، بلندی فطرت، علو استعداد اور سعادت جبلی وغیرہ کا اقرار کیا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے:۔

''پیارے ناظرین ہم آپ کو یقین کلی دلاتے ہیں کہ ہم صاحبزادہ صاحب کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا و ماوی سمجھتے ہیں اور ان کی پاکیزگی روح اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ **واللہ علیٰ مانقول شہید**۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔''

(مقالہ افتتاحیہ پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

اور اسی لیڈنگ آرٹیکل میں اقرار کیا:۔

''اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے ماموراور برگزیدہ کے فرزند۔ صاحب علم۔ صاحب عفت۔ صالح اور نہایت نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب فرزند بلا شبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود کی آل ہیں اور **ان اللہ معک و مع اھلک** کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔''

پھر ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو غیر مبایعین کا لاہور میں پہلا اجلاس ہوا جس میں انہوں نے یہ ریزولیوشن پاس کیا:۔

''صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اور پیغام صلح کے اسی پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا:۔

''میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں۔ وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں۔ اگر میں ان کی عزت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمک حرامی ہوگی۔''

یہ تھی رائے منکرین خلافت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کے متعلق۔ کہ وہ صاحب علم، صاحب عفت، صالح اور ائمۃ الہدیٰ ہیں اور روحانی و جسمانی دونو لحاظ سے وہ مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ وہ ان کی عزت نہ کرنے کو نمک حرامی خیال کرتے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کو اپنا امیر بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے بشرطیکہ ان سے بیعت نہ لی جائے۔ اور صدر انجمن پر انہیں پورا اقتدار حاصل ہو۔

علم قرآن مجید دیئے جانے کا اعتراف

پھر جناب خواجہ کمال الدین مرحوم نے ۱۹۰۹ء میں بمقام فیروز پور حضرت محمود سلمہ الودود کی تقریر سن کر کہا:۔

''اگر چہ ہم نے کوئی گدی نہیں بنائی مگر میں اتنا کہتا ہوں کہ آپ نے اور پیروں کے بچے بھی دیکھے ہیں۔ میرے مرشد زادہ اور پیر زادہ کو بھی آپ نے دیکھا ہے کہ وہ قرآن کریم پر کیسا شیدا ہے اور اس کے حقائق و معارف بیان کرنے میں کیسا قابل ہے۔''

(الحکم ۸ جون ۱۹۰۹ء)

اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے ۱۹۱۰ء کے جلسہ سالانہ پر آپ کا خطبہ جمعہ سن کر فرمایا:۔

''تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔''

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

اکابر منکرین خلافت کے ان بیانات کو سامنے رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھو۔ اور دیکھو کہ کیا حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کا قطعی طور پر راستباز اور صاحب عفت وطہارت ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) ''راستباز و بندوں کو علم قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ آیت **لا یمسّه الا المطهرون** اس کی شاہد ہے۔''

(اشتہار ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء)

(۲) ''علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز و ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ بموجب آیت **لا یمسّه الا المطهرون** صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔''

(اشتہار ۵ دسمبر ۱۹۰۰ء)

(۳) اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

''آپ فرماتا ہے کہ میں جس کو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اس پر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۳)

اور قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے سے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے چیلنج کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں اس سے ثابت ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی پاکیزگی عطا فرمائی ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ ہونے پر فرمایا:۔

''میں چاہتا تھا کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمدؓ جانشین بنتا۔ اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔''

(اخبار بدر ۲۱ جون ۱۹۰۸)

اور مولوی محمد علی مرحوم لکھتے ہیں۔ کہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے جو وصیت لکھوائی تھی۔ اور بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔

’’اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔‘‘

(رسالہ حقیقت اختلاف ۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اسی لئے اپنے بعد سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے خلیفہ ہونے کیلئے وصیت کی تھی کہ آپ انہیں صالح راستباز اور خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ پس آپ کے خلیفہ ہونے سے پہلے اکابر منکرین خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت محمود کے تقدس اور پاکیزگی اور طہارت کے قائل تھے۔ آپ کی خلافت کے بعد حاسدین اور منافقین میں سے کسی کا آپ پر اتہام لگانا اور بہتان باندھنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کے ساتھ ان کے مخالفین کا قدیم سے یہی طریق چلا آرہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف نہ صرف کافروں اور منکروں نے بلکہ ان کے ماننے والے منافقوں نے کیسے کیسے الزامات اور ارتکاب فحشاء کے بہتان تراشے اور کتنے وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

مصلح موعود کا نام یوسف رکھنے میں پیشگوئی

حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے حق میں جس افتراء اور بہتان کی اشاعت منکرین خلافت نے کی وہ بھی آپ کے مصلح موعود ہونے کی ایک دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بشیر اول کی وفات پر الہاماً فرمایا تھا:۔

’’احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا و ھم لا یفتنون تا للّٰہ تفتوا تذکر یوسف حتی تکون مرضًا اوتکون من العالکین۔‘‘

ان الہامات کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اور جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے نا امید ہو گئے۔اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔''

(تذکرہ ۱۶۹)

اس الہام میں مصلح موعود کا نام یوسف رکھا۔اور فرمایا کہ قسم قسم کے ابتلاء اور فتنے اور آزمائشیں بھی آئیں گی لیکن صابروں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں سب سے زیادہ اس افتراء اور بہتان سے متعلق ذکر کیا گیا ہے جو ایک عورت نے آپ پر لگایا تھا۔اس لئے مصلح موعود کو یوسف کہنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ آپ پر بھی آپ کے حاسد اور منافق اسی قسم کا اتہام لگائیں گے۔اور بہتان باندھیں گے جس قسم کا اتہام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا گیا تھا۔اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب مستریوں کا فتنہ اٹھا تو انہوں نے بھی ایک مستورہ عورت ہی کی طرف افتراء منسوب کیا۔جس کا نام بھی وہ ظاہر نہ کر سکے۔اور اب تک ان اتہام و بہتان لگانے والوں میں سے ایک بھی چشم دید شہادت کا دعویدار نہیں ہے۔

پس جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اس بہتان سے بری تھے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کا نام یوسف رکھ کر پہلے سے آپ کی بریت اور معصومیت کا اعلان فرما دیا۔

حضرت عائشہؓ پر افک کے واقعہ میں پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عائشہؓ پر افک اور بہتان کا صرف بیان واقعہ کے طور پر ذکر نہیں فرمایا بلکہ اس میں ایک پیشگوئی بھی تھی کہ ایسے افک و بہتان کا واقعہ آئندہ بھی ہونے والا تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''ان الذین جاو ابالافک عصبة منکم لا تحسبوہ شر الکم بل ھو خیر لکم.

یعنی اے مومنو جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھا ہے وہ

تمہیں میں سے ایک گروہ ہے لیکن تم اس فعل کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہت اچھا اور خیر کا موجب ہے۔"

کیونکہ اس واقعہ سے تمہیں ایک پر حکمت تعلیم مل گئی ہے۔اور تمہارے لئے آئندہ زمانے میں اس واقعہ نے ہدایت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔کہ اگر کسی وقت کسی نیک اور صالح بزرگ پر اسی قسم کا اتہام لگے اور بہتان باندھا جائے تو تمہیں ایسے موقعہ پر کیا طریق اختیار کرنا چاہئیے۔چنانچہ اس زمانے میں اس بزرگ ہستی پر ویسا ہی بہتان باندھا گیا۔جس کے تقدس اور پاکیزہ زندگی اور عفت وعصمت کے خود اکابر منکرین خلافت قائل تھے اور جسے اللہ تعالیٰ نے محمود اور یوسف اور حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر بتایا تھا۔اور اس کے ذریعہ سے دوسری قسم رحمت کی تکمیل کا وعدہ دیا تھا۔اور جس کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ان لی کان ابنا صغیراً و کان اسمه بشیراً فتو فاه الله فی ایام الرضاع.... فالهمت من ربی انا نرده الیک تفضلاً علیک و کذلک رات امه فی رویا ها ان البشیر قد جاء و قال انی اعانقک اشدا المعانقة ولم افارق بالسر عة فا عطا نی الله ابنا اخر و هوا خیرا لمعطین فعلمت انه هوا لبشیر وقد صدق الخبیرفسمیته با سمه وارىٰ حلیة الاول فی جسمه."

(سرالخلافۃ ۵۰ طبع دوم)

یعنی میرا ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام بشیر (اول ۔ناقل) تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خواری میں ہی وفات دے دی۔تب مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا۔کہ ہم اسے ازراہ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رویا میں دیکھا کہ بشیر آ گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے مضبوطی سے چمٹ جاؤں گا۔اور جلد جدا نہ ہوں گا۔اس الہام اور رویا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند بخشا۔تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر موعود ہے۔اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں سچا ہے چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی

رکھا اور مجھے اس کے جسم میں پہلے بشیر کا حلیہ نظر آتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ بشیر ثانی جس کا نام محمود اور مصلح موعود ہے۔وہ بشیر اول کی طرح پاک اور نوراللہ اور مقدس اور خدا با ماست اور باران رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ کی صفات سے متصف ہے۔کیونکہ الہام اور رؤیا میں اس کے آنے کو بشیر اول کا آنا ہی قرار دیا گیا ہے۔

پھر سیدنا محمود ایدہ اللہ لودود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دیا فرمائی

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اوراللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی جیسا کہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الا عادی

پس منکرین خلافت نے اس محبوب الہیٰ کے کیریکٹر کو بغیر کسی ذرا سے بھی ثبوت کے داغدار بتایا۔جس کی تائید کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا۔کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دوسری قسم رحمت کی تکمیل فرمائے گا تا اس کی اقتدا اور ہدایت سے لوگ راہ راست اختیار کر کے نجات پا جائیں۔

اوراس اتہام و بہتان کی اشاعت اس بناء پر جائز سمجھی کہ الزام لگانے والے اور بہتان باندھنے والے آپ کے مریدوں میں سے تھے۔اور یہ بھول گئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسی قسم کے اتہامات لگانے والے بھی ان کے مریدوں

میں سے ہی تھے۔ چنانچہ منکرین خلافت کے سابق امیر بیان القرآن میں آیت ولا تکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''بعض روایات میں ہے کہ آپ (موسیؑ) پر نعوذ باللہ زنا کا الزام لگایا تھا۔اوراس آخری روایت کے مطابق بائیبل میں ہے کہ حضرت موسیؑ کی بہن نے ان پر ان کی کوشی بی بی کے متعلق کچھ الزام لگایا تھا۔اوراس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ یہ زینب کے نکاح کے قصے میں نازل ہوئی ۔تو یہ بات بھی بائیبل کے بیان کی موید ہے۔ اور حق بھی یہی ہے۔کہ حضرت موسیؑ کا ذکر یہاں قطعاً مقصود نہیں بلکہ بتانا یہ ہے کہ نبی کریم صلعم پر اسی طرح کا الزام لگایا گیا۔''

پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جنہوں نے بہتان باندھا تھا ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ''عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ'' فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔اور یہاں بہتان باندھنے والے تو مخرجین میں سے تھے یعنی جو جماعت سے نکال دیئے گئے تھے۔مزید براں ان میں سے ایک نے بھی چشم دید شاہد ہونے کا اقرار نہیں کیا۔موجودہ مخرجین نے اوران سے قبل مصری صاحب اوران کے ساتھیوں نے مستریوں کی اتباع میں یہ اتہام باندھا تھا اور خود مستریوں نے یہ اقرار کیا تھا۔کہ انہوں نے صرف سنی سنائی باتوں پر اس اتہام کی بنیاد رکھی تھی۔ چنانچہ ''ناظم مباہلہ'' مستری عبدالکریم نے لکھا:۔

''ہم کو بعض واقعات معلوم ہونے پر عقیدت کم ہوگئی۔اگر ہم اپنی تسلی نہ کریں گے تو یقیناً تمام عقیدت جاتی رہے گی۔''

(قادیان کے فتنہ کی حقیقت)

اور اس کے بھائی مستری محمدؐ زاہد ایڈیٹر مباہلہ نے بعدالت بھنڈاری صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ اپنے بیان میں لکھوایا:۔

''عرصہ ڈیڑھ سال سے مظہر ایسی باتیں سنتا رہا ہے۔جس سے مرزا محمود احمد صاحب کے متعلق شبہ ہوا ہے۔میں نے شبہ نکالنا چاہا تھا۔کہ درست ہے یا نہیں۔''

اب دیکھو جو اصل بانی مبانی اتہام کے تھے انہوں نے یہ اقرار کیا ہے کہ ان کے اتہام کی بناء ان کی اپنی عینی شہادت نہ تھی۔اور ان کے مقابل میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز نے فتنہ پردازوں اور اتہام لگانے والوں کے خلاف مندرجہ ذیل حلفیہ بیان دیا۔فرمایا:۔

''میرا جواب تو میرا رب ہے۔میں اسی کو اپنا گواہ بناتا ہوں۔وہ سب کھلی اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔اوراس کا فیصلہ درست اور راست ہے۔وہ اس امر پر گواہ ہے۔کہ اخبار مباہلہ والوں نے سرتاپا جھوٹ بلکہ افتراء سے کام لیا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ گواہ رہے گا۔میں اسی کے فضل کا امیدوار اور اس کی نصرت کا طالب ہوں۔ربّ اِنّی مغلوبٌ فانتصر۔میں ان لوگوں کے بیانات پر جو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ یہ کہوں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی لعنت سے ڈرنا چاہیئے کہ سرتاپا کذب و بہتان سے کام لے رہے ہیں اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔''

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء)

کیا ان اتہام لگانے والے اور فحشاء کی اشاعت کرنے والے مستریوں پر خدا کی لعنت پڑی یا نہیں اور احمدیت سے جسے وہ پہلے خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے محروم ہو گئے یا نہیں اور ان کے افتراء اور بہتان باندھنے کے نتیجے میں انہیں سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہوا۔پھر مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے مستریوں کے الزامات اور بہتانات کی دوبارہ اشاعت کی تو آپ نے جواباً فرمایا:۔

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ آپ (مصری صاحب) کا خط افتراؤں بہتانوں اور کذب سے پر ہے (میرا یہ مطلب نہ تھا کہ شیخ صاحب نے خود افتراء کیا بلکہ یہ کہ جس نے بھی ان تک یہ باتیں پہنچائی ہیں اس نے افتراء، کذب اور جعلسازی سے کام لیا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے بغض نے اس پر مزید

رنگ آمیزی کر دی) اب اگر آپ اپنے دعوے میں مصر ہوں اور دوسروں کے بہتانوں پر قسم کھانے کی غیر متقیانہ جسارت رکھتے ہوں تو آپ بھی اپنے خط کے نیچے **لعنۃ اللّٰہ علیٰ الکاذبین** لکھ کر بھجوا دیں کہ آپ نے بزعم خود جو واقعات اس خط میں لکھے ہیں۔ یا جو باتیں بیان کی ہیں۔ وہ سچی اور ان کے کہنے کا خدا اور اس کے رسول نے آپ کو حق دیا ہے اور یہ کہ آپ کا عمل خدا اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو آپ پر اور آپ کے خاندان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔‘‘

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

اور موجودہ مخرجین نے بھی صرف مستریوں اور شیخ مصری اور اس کے ساتھیوں کی قے چاٹی ہے اور وہی الزامات اور بہتانات دہرائے ہیں جن کی تردید مذکورہ بالا بیانات میں کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی بے نظیر تائید فرما کر آپ کی معصومیت پر مہر لگا دی ہے۔

جہالت کی حد ہو گئی!

پھر صدر منکرین خلافت کی جہالت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں :۔

’’جہاں ایک شخص کے متعلق ایک ایسی صدا اٹھے۔ جو گناہ کبیرہ کی گونج اپنے اندر رکھتی ہو۔ اس پر کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا دنیا یک قلم اس کو روحانی میدان سے خارج کر دے گی۔‘‘

صدر منکرین خلافت تو فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص پر کوئی افترا باندھے اور اس کی تشہیر کرے تو جس شخص کے خلاف ایسی صدا اٹھے بغیر تحقیق کئے اسے بدکار سمجھ لیا جائے اور اسے روحانی میدان سے خارج قرار دیا جائے۔ اور اس کے کیریکٹر کو داغدار یقین کر لیا جائے لیکن صدر منکرین خلافت کی دلیل کے بالکل خلاف اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھے جانے کے ذکر میں مومنوں کو یہ ہدایت فرماتا ہے کہ مومن

جب کبھی اس قسم کی صدا سنیں۔تو وہ پکار اٹھیں

''مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھٰذا بھتان عظیم''

ہمارا یہ کام نہیں۔کہ ہم اس بات کو دوہرائیں اے خدا تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے نیز فرماتا ہے۔**یعضکم اللّٰہ ان تعودو المثلہ ابدا ان کنتم مومنین** (نور) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگرتم مومن ہوتو ایسی بات کبھی نہ کرنا۔اور فرمایا کہ جو اس قسم کا بہتان باندھیں اور پھر چار عینی گواہ پیش نہ کرسکیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔اور اشاعت فحشاء کرنے والوں کی نسبت فرمایا **لعنوا فی الدنیا و الآخرہ** یعنی وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہوں گے۔

اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی آیت کا ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں:۔

''پس اس نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ جس پر شرعی طور پر جرم کا ثبوت نہ ہو وہ بری ہے۔''

(تریاق القلوب۸۲)

اورآیت **والّذین یرمون المحصنات الآیہ** لکھ کرفرماتے ہیں:۔

''جولوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اس تہمت کے ثابت کرنے کیلئے چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی درے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ آپ ہی بدکار ہیں۔''

(تریاق القلوب۸۲)

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول سیدنا محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ان اتہام لگانے والوں اور افتراء باندھنے والوں کو جن کے پاس شرعی ثبوت نہیں بدکار قرار دیتا ہے مگر صدر منکرین خلافت ان سب کے خلاف صرف افتراء کی صدا اٹھنے پر متہم کو بدکار قرار دینے اور اس کے کیریکٹر کو داغدار سمجھنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

پس مومنوں کیلئے حضرت عائشہ پر بہتان کے ذکر کرنے میں یہ فائدہ تھا کہ آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ ہوتو مومن ایسا بہتان باندھنے والوں کو جھوٹا سمجھیں۔اور اس کی اشاعت میں حصہ نہ لیں۔پس اے فرزندان احمدیتؑ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی نصیحت پر

عمل کیا۔اور بہتان باندھنے والوں کو جھوٹا قرار دیا اور ان کے افتراء کو آیت **سبحانک هذا بهتان عظیم** کے مطابق بہتان عظیم قرار دیا۔

لیکن بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ منکرین خلافت جنہوں نے اس نصیحت خداوندی کی خلاف ورزی کی اور اشاعت فحشاء کے مرتکب ہوئے۔اور ایسا کرنے والے منکرین خلافت خصوصیت سے یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کی اس رنگ میں مخالفت کرنا ایک زہر ہے جو انسان کی روحانیت کو تباہ کر دیتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

انّ السموم لشر ما فی العالَم

ومن السموم عداوۃ الصلحاء

یعنی زہر اس دنیا میں بہت بری چیز ہے۔اور صلحاء اور راستبازوں کی عداوت بھی ایک مہلک زہر ہے۔

پھر انہوں نے نہ صرف یہ کہ سیدنا محمود مصلح موعود پر اتہام اور بہتان کی اشاعت کی بلکہ یہ بھی کہا۔کہ

۱۔ ''وہ منصوبوں اور سازشوں سے خلافت کی گدی پر بیٹھا ہے۔''

۲۔ ''انہوں نے سب سے زیادہ مظالم خود مسیح موعود پر ڈھائے ہیں۔''

۳۔ ''ان کا فتنہ سب فتنوں سے زیادہ خطرناک فتنہ ہے۔''

۴۔ ''وہ مسیح موعود ثانی کی تعلیمات کا بگاڑنے والا پولوس ہے۔''

(پیغام صلح ۱۶ ا اکتوبر ۱۹۵۶ء)

۵۔ ''اس نے (نعوذ باللہ ناقل) اپنے بزرگ باپ کو مفتری لعنتی، کافر، کاذب اور دجال قرار دیا۔''

(پیغام صلح ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء)

۶۔ ''میاں صاحب کی ساری عمر اپنی پیری کے قائم کرنے میں گذری ہے۔اور اس کے ثبات کے لئے انہوں نے تقویٰ دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھ کر ہر مکر و فریب اور اتہام سے کام لیا ہے۔''

(پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۵۶ء اڈیٹوریل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ اولاد سے متعلق نائب صدر منکرین خلافت نے لکھا:۔

''مصلحت ایزدی نے اس (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) کی تمام جسمانی اولاد کو اس کی اصلی تعلیمات سے محروم کر دیا اور وہ اس کی اصلی روح سے دور جا پڑے۔''

(پیغام صلح ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ذریت طیبہ کے حق میں فرماتے ہیں ؎

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے اولیاء کو اولاد کی بشارت دیتا ہے۔تو انہیں صالح اولاد عطا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام)

نیز فرمایا ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھینگے جیسے باغوں میں ہو شمشاد
خبر تو نے یہ مجھ کو بار ہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پھر تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:۔

''خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔اور وہ ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔''

ایسی مبشر اولاد سے متعلق منکرین خلافت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی تمام جسمانی اولاد کو آپ کی اصلی تعلیمات سے محروم کر دیا ہے۔ گویا آپ کی جسمانی اولاد بلحاظ روحانیت آپ سے منقطع ہو چکی ہے۔ اور یہ الزام ویسا ہی ہے جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے جواب میں دیا تھا۔ کہ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔

(کلیات آریہ مسافر)

اور سعد اللہ لدھیانوی نے آپ سے متعلق لکھا تھا ؎

اخذ یمین و قطع و تین است بہر تو
بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتلاست
آخر بروز حشر و بایں دار خاسری

(رسالہ شہاب ثاقب بر مسیح کاذب)

مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ خدا کے مسیح کو ابتر قرار دینے والوں کا کیا حشر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پنڈت لیکھرام کو ابتر بنا دیا۔ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ جو بچپن میں مر گیا۔ اسی طرح سعد اللہ لدھیانوی بھی ابتر رہا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جس نے جوان ہو کر شادی کی جب اس سے اولاد نہ ہوئی تو اس نے دوسری شادی کی لیکن اس سے بھی اولاد نہ ہوئی۔ اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے مقطوع النسل بنا دیا۔ انہوں نے یہ دعوی کیا تھا کہ آپ کی ذریت منقطع ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی ذریت کو منقطع کر دیا۔

اسی طرح منکرین خلافت اگر گوش نیوش رکھتے ہیں تو سن لیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر ذریت طیبہ پر جو یہ حملہ کیا ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے منقطع ہو چکی ہے۔ اور آپ کی اصلی تعلیمات سے دور ہو گئی ہے۔ اگر وہ اس بد خیال سے توبہ نہیں کریں گے تو یاد رکھیں کہ ان کی اولاد کو احمدی کہلانے سے جو تعلق ہے۔ صرف اسی کے منقطع ہونے پر بس نہیں ہوگا بلکہ وہ الحاد و دہریت کا شکار ہو کر رہے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ مطابق وعدہ الٰہی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ اور بڑھتی چلی

جائے گی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ؎

کہا ہر گز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہو شمشاد

اور حضرت محمود مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت میں جماعت احمدیہؐ روز بروز ترقی کرے گی۔اور آخر ایک دن آپ کے اور آپ کے شاگردوں کے ذریعہ سے ساری دنیا رسول کریم ﷺ کا کلمہ پڑھے گی۔اور حضرت مصلح موعود کے حاسدوں کا گروہ کبھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوگا۔اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب کہ ابھی آپ خلیفہ بھی نہ ہوئے تھے آپ سے یہ وعدہ کیا تھا وجاعل الّذین اتّبعُوک فوق الّذین کفرو االیٰ یوم القیامۃ کہ میں تیرے پیروں کو ان لوگوں پر جو تیری خلافت کا انکار کریں گے۔ہمیشہ غالب رکھوں گا۔اس وعدہ الٰہیٰ کی صداقت گذشتہ بیالیس سال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اور اسی وعدہ کی بناء پر آپ نے آج سے چونتیس سال قبل منکرین خلافت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ تم جتنا زور لگا سکتے ہو لگا لو۔جتنے تیر پھینک سکتے ہو پھینک لو۔شمشیروں سے حملے کرلو۔مبایعین کو مجھ سے پھرنے کے لئے حیلوں اور مکر کی زنجیریں استعمال کرلو۔لیکن ؎

پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تایوم البعث
یہ ہے تقدیر خدا وند کی تقدیروں سے
ماننے والے مرے بڑھکے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے
مجھ کو حاصل نہ اگر ہوتی خدا کی امداد
کب سے تم چھید چکے ہوتے مجھے تیروں سے
جن کی تائید میں مولیٰ ہو انہیں کس کا ڈر
کبھی صیاد بھی ڈر سکتے ہیں نخچیروں سے

اے فرزندان احمدیتؐ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ وہ مصلح موعود جس کی سالہا سال سے انتظار تھی۔اور جس کی آمد کے متعلق نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفے ﷺ اور

اولیائے امت نے بشارت دی تھی۔ وہ آ گیا۔اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس اعتراض کے جواب میں کہ’’ آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی یعنی جھوٹ بولا۔‘‘فرمایا تھا کہ:۔

’’لڑکے کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی۔اور آپ جیسے منکروں کو خدا تعالیٰ رسوا کرے گا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ۳۰۵)

وہ پیشگوئی مہر نیمروز کی مانند بڑی آب و تاب سے پوری ہوگئی۔**فالحمد لله علیٰ ذلک.**

آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو بھی جو اپنے آپ کو ہمارے محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور آپ سے محبت کے دعویدار ہیں۔جن میں سعید دل بھی ہیں۔پسر موعود کی شناخت عطا فرماوے۔ان پر رحم اور ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھولدے۔اے ہمارے خدا تو ان لوگوں کے مردوں اور عورتوں اور جوانوں اور بوڑھوں پر یہ حقیقت منکشف کر دے۔تا وہ اس پسر موعود مصلح موعود کو جسے تو نے اپنے الہام میں محمود اور بشیر اور فضل عمر قرار دیا ہے پہچانیں اور اس کی قیادت میں اسلام کی دنیا میں اشاعت کریں ۔تا اسلام کو وہ عالمگیر غلبہ حاصل ہو جو اس زمانہ کے لئے تو نے ازل سے مقدر کر رکھا ہے۔

و اخر دعونا ان الحمد الله رب العلمين